www.novelsclubb.com
زنجیر
ناولز کلب
از قلم نیہا ناز
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

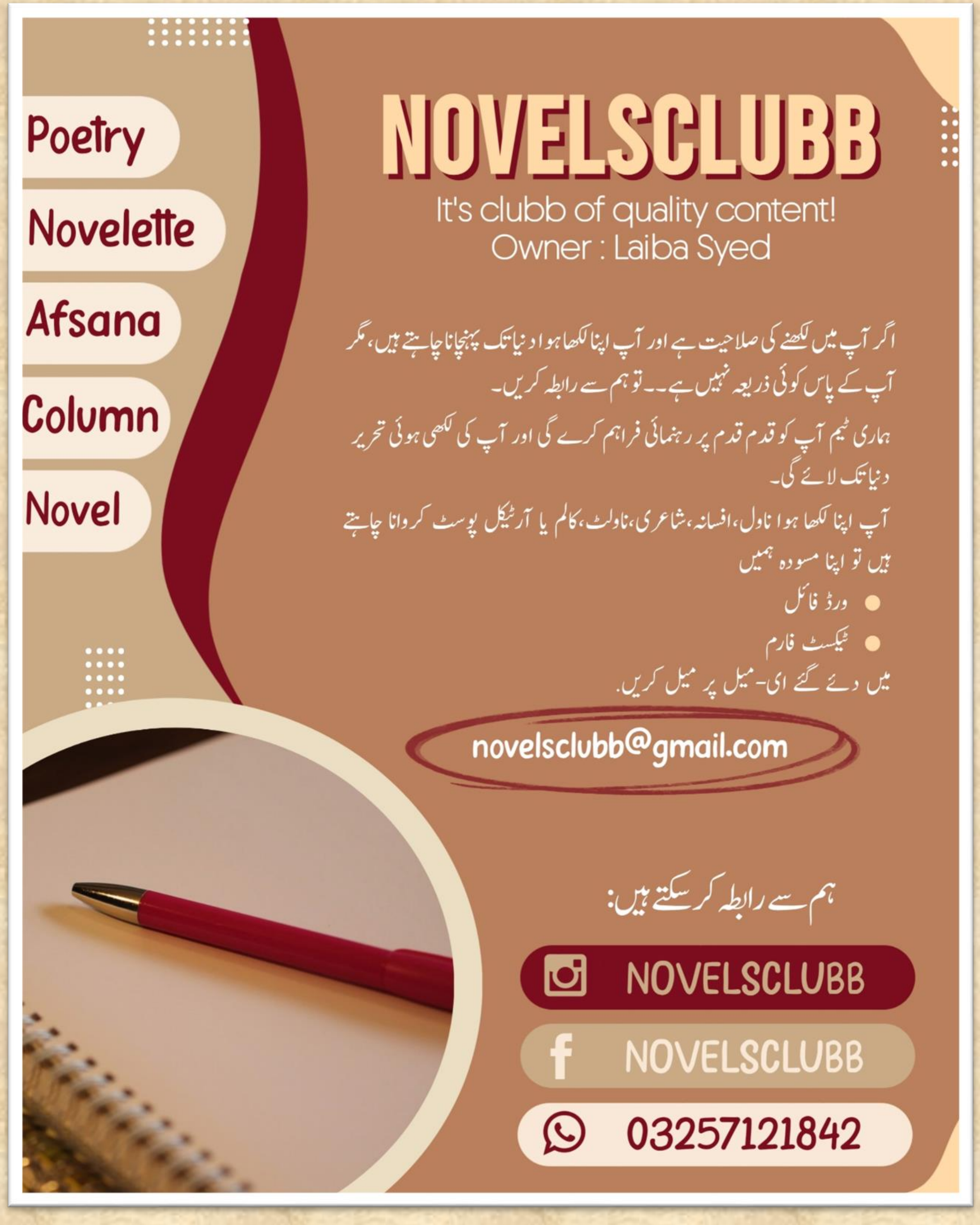
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زنجیر

از قلم

نیہا ناز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "زنجیر" کے تمام جملہ حق لکھاری "نیہا ناز" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

دو سال بعد

موجودہ دن

جہاز لینڈ کر چکا تھا وہ تینوں باری باری آگے پیچھے نکلے تھے۔ پھر الگ الگ گاڑیوں میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔

اپنی منزل پر وہ تینوں مختلف راستوں سے آئے تھے۔ گویا کسی کو شک کرنے کے ہلکا سا بھی جواز نہیں دیا۔

Clubb of Quality Content

جہاں وہ پہنچے تھے وہ کوئی عالیشان بنگلہ نہیں تھا بلکہ ایک چھوٹا سا کمرہ نما گھر تھا۔ بہت سے گلیوں سے گزر کر روڈ سے کافی دور جہاں وہ سکون سے اپنا کام کر سکتا تھا۔

"مصطفی بلو پرنٹس لے آؤ۔" ہارون بیگ سے مختلف چیزیں نکال رہا تھا۔ جس میں زیادہ تر چھوٹے چھوٹے لوہے کا آزار تھے۔ جسے وہ مہارت سے جوڑ کر ایک گن بنا رہا تھا۔ ولی نے

ایک ٹیبل پر مختلف لیپ ٹاپ کھول رہے تھے۔ مصطفی نے سستی سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"کیا ہم ریسٹ نہیں کر سکتے؟"

"تم یہاں سسرال میں نہیں آئے پاکستان کے آرگن سپلائی مافیہ کو تباہ کرنے آئے ہو **show some professionalism**" ہارون ایک گن مکمل بنا چکا تھا اب وہ دوسری بنا رہا تھا۔

مصطفی اب برا سا منھ بنا کر اپنے بیگ سے کچھ کاغذ نکالنے لگا۔ اب انہیں ایک مکمل پلین بنانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی صبح وہ ایک عمارت کے سامنے کھڑے تھے۔ اس کے انچائی زیادہ نہیں تھی لیکن رقبہ، رقبہ بہت زیادہ تھا۔ وہ عمارت سے کچھ فاصلے پر اس طرح کھڑے تھے کہ کوئی بھی آنے جانے والا انہیں دیکھ نہ سکے۔ دیکھ بھی لے تو زیادہ سے زیادہ سیاح سمجھے جو اپنا راستہ بھٹک گئے تھے۔

"یہ اتنی بڑی جگہ پر آرگن سپلائی کا کام کرتے ہیں استغفراللہ "مصطفی نے بے ساختہ تبصرہ کیا تھا۔

"ہماری ٹیم کب تک پہنچے گی؟"ولی نے اپنی گھڑی میں ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

"تقریباً آدھے گھنٹے تک۔وہ کل رات مختلف فلائٹ سے یہاں پہنچ چکے تھے"ہارون دوربین میں دیکھتا بولا۔

اس نے اپنے سامنے ایک بار پھر نقشہ پھیلایا اور مصطفی اور ولی کو مخاطب کیا۔

"مصطفی تم اس ایریا کو کور کروگے اور ولی تم اس کو اور میں یہاں سے انٹر کروں گا۔اور ہم سب اپنا راستہ کلئیر کرتے ہوئے یہاں پہنچے گے"نقشے پر پہلے بائیں پھر دائیں پھر نیچے اور آخر میں درمیان میں انگلی رکھی اور ان دونوں کی طرف دیکھا دونوں نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ مشن ہمارے لیے بہت ضروری ہے پاکستان کے لاکھوں بچے ان کے ہاتھوں دردناک موت مارے جا چکے ہیں۔ہزاروں ماؤں کے گودیں ان بھیڑیوں کی وجہ سے اجڑ گئی۔اس لیے

Clubb of Quality Content

ہم کسی ایک پر بھی رحم نہیں کریں گے۔جو سامنے آئے اسے اڑا دو۔یہاں کوئی فرشتہ نہیں ملے گا تمہیں"

آنکھوں میں قہر لیے وہ بول رہا تھا۔

"آج ہم شہیر اور شیری خالہ کا بدلہ لیں گے اس لیے اپنے غصے کو آج ہوا دو۔ہمیں ہر حال میں کامیابی چاہیے۔اس لیے اپنے خون کے آخری قطرے تک لڑنا اور مجھے اور خود کو مایوس مت کرنا۔"

"اوکے باس"

تب تک لگ بھگ بیس افراد مزید پہنچ چکے تھے۔تینوں نے اپنی الگ الگ ٹیم بنائی ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔آنکھوں میں شعلے لیے وہ اپنی اپنی مقرر کردہ سمت کی طرف چل دیے۔

ہارون نے چلتے چلتے ایک سیاہ رنگ کا ڈیوائس نکالا۔کچھ کیز دبائی اور اپنی ائرپیس میں بولا۔

"سارے کیمرے بند کردیے ہیں دو منٹ میں سب بلڈنگ کے اندر موجود ہوں"

آگے سے بیک وقت یس باس کی آواز کان میں گونجی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"منصور!" ہارون نے اپنی ٹیم کے ایک بندے کو آواز دی۔ عمارت کی بیرونی باڑ زیادہ اونچی نہیں تھی۔ باآسانی پھلانگی جاسکتی تھی۔ اس نے سر ہلکا سا اوپر اٹھا کا جھانکا وہاں کوئی نہیں تھا یقیناً وہاں کے گارڈز گھوم پھر رہے تھے۔ ہارون نے موقع کو غنیمت جانا اور ایک سیکنڈ میں کود گیا۔

"یہاں سے سب دو دو ہو کر بکھر جاؤ۔ اور تم میرے ساتھ آؤ" بلڈنگ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ بولا تھا اور اس کے ایک اشارے پر ہی سب بکھر گئے۔ عمارت میں بہت سی رہداریاں تھی۔ اور اطراف میں کمرے بلو پرنٹس کے مدد سے وہ پہلے ہی تمام اہم مقامات کا جائزہ لے چکا تھا۔ اس لیے وہ اعتماد کے ساتھ ایک سمت چل رہا تھا سفید پتھر کی راہداریاں اس وقت خاموش تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

منصور ہارون کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ دونوں کی ایک دوسرے کی طرف پشت تھی۔ ایسے کے ہارون آگے دیکھ رہا تھا اور منصور الٹے قدم اٹھاتا پیچھے کا خیال رکھ رہا تھا۔ تبھی راہداری کے آخر میں ہارون نے ایک شخص کو اپنی طرف آتا دیکھا۔ تو فوراً ایک طرف ہو گیا۔ اسے اتنی

مہلت نہیں ملی کہ وہ منصور کو خبر دار کر سکتا۔ جب کہ منصور چونکہ پیچھے تھا وہ آنے والے کو دیکھ نا پایا اور اس کی نظر میں آگیا۔

منصور کی اس کی طرف پشت تھی اس لیے آنے والا شخص اسے اپنے گروہ کا ہی آدمی سمجھ رہا تھا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو تم" وہ اس کی پاس آتے ہوئے زور سے بولا۔

مگر منصور نے حرکت نہیں کی۔ دم سادھے کھڑا رہا۔ آنے والا شخص کچھ کھٹک گیا تھا۔ اس کے قدم اب احتیاط سے اٹھ رہے تھے۔

"کون ہو تم" منصور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس نے اپنی طرف گھمانا چاہا۔ تبھی منصور نے ایک ہاتھ سے اس کا کندھے پر رکھا ہاتھ پکڑ کر زور سے گھما کر اس کی کمر کے ساتھ لگا دیا ۔دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ پکڑ کر اتنی شدت سے ایک طرف کا جھٹکا دیا۔ گردن کی ہڈی چٹخنے کی آواز آئی اور وہ شخص لمحے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ یہ سب کرنے مین اسے پانچ سیکنڈ لگے تھے۔

منصور نے پیچھے مڑ کر ہارون کی طرف دیکھا۔ جو سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

منصور نے نا سمجھی سے اس دیکھا۔

"گن۔۔۔ یہ گن استعمال کرنے کو دی ہے" ہوا میں گن لہراتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔

پیچھے منصور جو اپنی تعریف سننے کو موڈ میں تھا برا سا منھ بنا کر اس کے پیچھے ہو لیا۔ مجال ہے یہ ہٹلر کسی کی تعریف کر دے۔

وہ ایک بڑے سے ہال سے گزر رہے تھے۔ جہاں بہت سے کنٹینیر زر کھے گئے تھے۔ ایک طرف دروازہ نظر آیا تو وہ دونوں اس طرف بڑھنے لگے ا۔ نہیں جلدی سے کنٹرول روم تک پہنچنا تھا۔ جیسے ہی وہ دنوں دروازہ کھول کر داخل ہوئے اندر دو مسلحہ افراد وہاں پہلے سے موجود تھے۔ منصور نے جلدی سے سایلینسر لگی گن سے گولی چلائی۔ جو ان میں سے ایک شخص کے سیدھا دماغ میں لگی۔ جب کہ دوسرا شخص ہارون پر گن سے حملہ کر چکا تھا ہارون بر وقت ایک طرف ہو کر جان بچائی اور برق رفتاری سے اپنی گن کی پچھلی طرف سے اس کے چہرے پر حملہ کیا ضرب کی شدت برداشت نہ کرتا ہوا وہ دو قدم پیچھے ہو گیا ہارون اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر آگے بڑھا۔ اور اپنی گن کا ٹریگر دبا کر اسے زمین بوس کر دیا۔ اطراف میں نظر دوڑائی جہاں ہر جگہ مانیٹرز رکھے ہوئے تھے۔ جہاں سرمئی سیاہ دھاریاں رینگ رہی

تھیں۔یقیناً یہ ہارون کے کیمرہ بند کرنے کا نتیجہ تھا۔یہ یہاں کا کنٹرول روم تھا ہارون ایک مانیٹر کے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا۔

"ٹیم کیا سب کچھ سہی چل رہا ہے؟"کی بورڈ پر انگلیاں چلاتے ہوئے وہ ائیر پیس میں بولا۔

)"ولی اور مصطفیٰ کی ملی جلی آواز ابھری۔ہارون اب مانیٹر کو دوبارہ **all clear**"آل کلیئر(سے بحال کر رہا تھا۔وقفے وقفے سے سکرین کام کرنا شروع ہو گئیں اب وہاں ہارون کو مختلف سکرینز اپنی ٹیم نظر آنا شروع ہو چکی تھی۔

"کنٹرول روم اب کلیئر ہے۔منصور یہاں بیٹھ کر آپ کو اطراف سے آنے والے خطروں سے آگاہ کرتا رہے گا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"او کے باس۔"بیک وقت کئی آوازیں آئیں۔منصور نے اثبات میں گردن ہلائی۔ہاتھ کی انگلیوں کو باہم پھنسا کر بازو لمبے کیے اور انگلیوں کو چٹخایا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تو چلئے ناظرین چلتے ہیں اگلے سماچار کی طرف۔"کسی نیوز اینکر کی طرح بولتا ہوا وہ کانوں پر ہیڈ فونز لگا رہا تھا۔

"اگر کوئی غلطی ہوئی تو تمہارے یہ آخری سماچار ہونگے۔ سمجھے؟"ہارون انگلی دکھاتا بول کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"آہ غلطی اور میں! ہو ہی نہیں سکتا"اس کا رخ اب سکریز کی جان جانب تھا۔وہ وقفے وقفے سے بولتا اور اس کی آواز ہارون کی ٹیم کے کانوں میں لگے ائیر پیس میں گونجتی۔

"ولی آپ کی دائیں طرف دو آدمی۔"

"زین تمہارے پیچھے کی راہداری سے ایک بندہ آرہا ہے۔"

"سر میں آپ کا نام لے سکتا ہو۔"

دیوار کے ساتھ سائے کی طرح چلتے ہوئے ہارون کے ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ آئی۔

"نہیں"اور ہلکی سی بے لچک آواز مین بولا۔

"چلیں پھر سر پانچ سیکنڈ میں ایک بندہ آپ تک پہنچ جائے گا ہلیے گا نہیں۔"

اب وہ الٹی گنتی گن رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پانچ۔۔چار۔۔ تین۔۔دو۔۔ایک۔۔"ساتھ ہی ہارون نے ایک دم سے اگلی راہداری میں قدم رکھا اور گولی چلا دی ایک ہیڈ شوٹ۔

"براوو"سکرینز پر بیٹھے منصور نے کیمرے کی آنکھ سے دیکھ کر کہا۔ہٹلر جیسا بھی ہے سکلز جان لیوا ہیں ان کے پاس۔اور ایک چوکلیٹ پینٹ کی جیب سے نکالی۔

آج ساری ٹیم کی ڈوریاں اس کے ہاتھ میں تھی۔میٹھا تو بنتا تھا۔

چاکلیٹ کا ایک ٹکڑا منھ میں ڈال کر وہ دوبارہ بولا۔

"مصطفی تمہارے بائین جانب ایک دروازہ ہے اس کے پار بہت سی بلائیں ہیں۔"

"آہ اسی پل کا انتظار تھا"مصطفی ایک نیم تاریک راہداری میں چل رہا تھا۔بائیں جانب نظر گھمائی تو وہ دروازہ مل گیا۔اس کے پیچھے پانچ لوگ تھے۔

"اندر کتنے آدمی ہوں گے منصور؟"

"تقریباً بیس ہٹے کٹے بھینسے ہیں ہر ایک پر تقریبا تین گولیاں چلانی پڑیں گی"

Clubb of Quality Content

مصطفی نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔اپنی ٹیم کی طرف مڑا اور اشارے سے انہیں سموک گرنیڈ چلانے کا کہا۔

ایک جھٹکے سے مصطفی نے دروزہ کھولا اور باقیوں نے سموک گرنیڈ اندر پھینک دیے۔مصطفی نے اسی رفتار سے دروازہ بند کر دیا۔کمرے میں بیٹھے درندوں کی سمجھ میں کچھ آنے سے پہلے ہی وہاں دھواں بھر گیا تھا۔وہاں سے اب شور بلند ہونا شروع ہو گیا تھا۔

مصطفی نے اپنی ٹیم کو آنکھوں پر خاص قسم کے گلاسز لگانے کی ہدایت کی اور دروازے سے اندر گھس گیا۔وہاں دھویں میں کچھ نظر نہیں آرہا تھا سوائے ایک میٹر کی دوری کے۔وہ پانچوں اور چھٹا مصطفی،ایک لائین میں کھڑے ہو چکے تھے۔ان کی گنز کا رخ اب سامنے دھویں کی طرف تھا جہاں سوائے آوازوں کے کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔

"ٹیم! فائیر"بلند آواز سے مصطفی کے حکم پر گلیوں کے ترتڑاہٹ شروع ہو چکی تھی۔شور پہلے سے بلند ہوا۔

ایک دو لوگ دھویں میں راستہ بناتے ان کی طرف بڑھے۔مگر گولیوں کا رخ ان کی طرف ہو جاتا۔تقریباً دس منٹ بعد دھواں کمرے سے بہت حد تک کم ہو گیا تھا۔مصطفی احتیاط سے

قدم اٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔ تبھی ایک موٹے جسّے کا آدمی وہاں پڑے میز کے پیچھے سے نکلا اور برق رفتاری سے مصطفی کے سر پر ایک بھاری لکڑی نما چیز سے وار کیا۔ مصطفی غیر متوقع حملے سے سنبھل نا پایا اور ایک طرف کو زمین پر گرا۔ جبکہ پیچھے چلی ٹیم نے اس آدمی کو دوسرا وار کرنے کی نوبت نہیں آنے دی۔

کچھ دیر بعد بھاری بوٹوں کی آواز کے ساتھ بہت سے لوگ کمرے میں داخل ہوئے مصطفی کی بصارت دھندلا گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فرش پر گرے مصطفی کے سر سے خون نکل رہا تھا یقیناً اس کا اس کا زخم گہرا تھا۔

"باس مصطفی زخمی ہے" کسی ایک نے اپنے ائیر پیس میں بول کر خبر ہارون تک پہنچائی تھی۔

"سر آپ کو مصطفی تک پہنچنے کے لیے تقریباً بیس منٹ لگے گیں راستے میں بہت سے لوگ ہیں یقیناً وہ لوگ بیدار ہو چکے ہیں" یہ منصور کی آواز تھی۔ لیکن اب وہاں سنجید گی آ چکی تھی۔

ہارون اکیلا ایک طرف بڑھ رہا تھا۔جب مصطفی کی زخمی ہونے کی خبر ملی تھی وہ اسی پل ایڑھیوں کے بل گھوما۔لیکن منصور کی بات پر وہ کچھ پل کے لیے رکا ذہن جلدی سے جمع تفریق کر رہا تھا۔

"میرے دائیں طرف کتنے آدمی ہیں؟"

"لگ بھگ دس۔"

"اور سامنے کی طرف۔"

"تیرہ چودہ"

بائین طرف کوئی راستہ نہیں تھا اور پیچھے کی طرف وہ آسانی سے یہاں سے نکل جاتا۔ مگر سامنے مصطفی تھا اور وہ زخمی تھا تبھی۔کچھ سوچ کر اس نے دائیں طرف قدم بڑھائے جب منصور کی آواز دوبارہ گونجی۔

"سر! مصطفی اور اس کی ٹیم کو ان لوگوں نے پکڑ لیا ہے وہاں امتیاز احمد بھی موجود ہے"

ہارون کے قدم زنجیر ہوئے تھے اس کا پلین اب الجھتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubs of Quality Content

"ٹیم یہ ایک ٹریپ ہے اور ہم ٹریپ میں پھنس سکتے ہیں۔ لیکن اب جو میں کہہ رہا ہوں غور سے سنو ساری ٹیم مصطفی کے طرف جائے اور ولی تم۔۔"

اس کے لب تیزی سے ہل رہے تھے اور قدم مصطفی کی جانب اٹھ رہے تھے۔ کسی آندھی کی طرح بغیر لڑکھڑائے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔

تبھی اس پوری عمارت میں ایک آواز گونجی۔

" WELCOME HAROON TO MY WONDERLAND"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بہت ہی خبیث اور مکروہ آواز ساتھ میں ایک شطانی ہنسی۔

یہ آواز اس کے باپ کی نہیں تھی کسی انسان کی آواز ایسی نہیں ہوتی۔

ہارون کے قدم زنجیر ہوئے۔

"Hold on team"

اور اسی وقت ہارون کی ساری ٹیم اپنی اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی۔

"کتنا انتظار کیا میں نے تم سے ملنے کا اور دیکھو تم خود بن بلائے آ گئے۔"

ہارون کے جبڑے تن گئے۔ خون کی گردش تیز ہوئی۔ نکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"میں تو حیران ہو گیا تمہاری بہادری پر۔ واہ۔ کچھ دیر کے لیے تو تم نے میری جان ہی نکال دی تھی۔"

سپیکر سے گونجتی آواز میں تحسین تھی ہارون کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ ابھری۔

"لیکن دیکھو تمہارے اس ساتھی نے تمہارا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ لیکن میں اس کا مشکور ہوں بہت۔ یہ ہاتھ نہ آتا تو میری تو یہ بنی بنائی حکومت خاک کر دیتے آج تم۔"

ولی ایک جانب بڑھ رہا تھا یہ مکروہ آواز اسے بھی سنائی دے رہی تھی۔

"اگر اس نے مصطفی کو کچھ کر دیا تو میں اس کی رگوں میں خون کا ایک قطرہ نہیں رہنے دوں گا

"وہ ہلکی آواز میں غصہ کی شدت دبائے بولا تھا مگر ہارون نے سنا تھا۔

"چلو بیٹا ہارون! آجاؤ اب تم سے ملنے کا انتظار ہے اور اپنے ان چمچوں سمیت آنا گر مصطفی کی اس شکل کو دیکھنا چاہتے ہو۔ اپنے باپ کو زیادا انتظار مت کرواؤ اور ہاں میرے آدمی تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔" آخر میں استہزائی کہتے وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔

"ہنس لو جتنا ہنس سکتے ہو میں تمہاری ہنسی کو آج کی آخری ہنسی بنا دوں گا۔"

"منصور تمام مانیٹر میں وائرس ڈال کر نکلو وہاں سے۔اور ولی سے جا کر ملو ابھی" مصطفی کی طرف بڑھتے ہوئے وہ بولا۔ اور ولی اپنی سمت آگے بڑھتا رہا۔ان دونوں کی سمت بلکل مختلف تھی جیسے مشرق اور مغرب۔

دس منٹ بعد ہارون اس کھلے سے کمرے میں تھا۔اور اس کے پیچھے اس کی ٹیم کے باقی افراد۔ اس کمرے میں جگہ جگہ لاشیں پڑیں تھیں۔کچھ لوگ ہاتھوں میں مختلف ہتھیار گنز اٹھائے بلکل مستعد کھڑے تھے کہ ادھر کوئی الٹی سیدھی حرکت ہو اور ادھر وہ گولیوں کی برسات کر دیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک طرف مصطفی فرش پر اوندھے منھ بے ہوش پڑا تھا۔اس کے سر سے خون ابھی بھی نکل رہا تھا اور اس کے پیچھے ہی اس کی ٹیم کے پانچ لوگ گھٹنوں کے بل اپنے ہاتھ سر کے پیچھے باندھے بیٹھے تھے۔یہ منظر ہارون کو طیش دلانے کے لیے کافی تھا۔اس نے غصے سے اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا جو اس کا باپ تھا۔ہزارون معصوم بچوں کا قاتل اس کا باپ تھا۔غصے کے ساتھ اذیت حد سے سوا ہو گئی۔

اس منظر کو اس نے بہت بار سوچا تھا۔اپنے تخیل میں اس نے بہت بار خود کو اس صورتحال کے لیے تیار کیا تھا مگر حقیقت اور خیال مختلف ہوتے ہیں۔ حقیقت ہمیشہ زیادہ دلچسپ ہوتی ہے۔

امتیاز احمد اب سامنے تھا کچھ دیر پہلے سپیکر میں جو آواز گونجی تھی اس کا لہجہ اس شکل سے میل نہیں کھا رہا تھا جو وہ اپنی آنکھوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

"دادو مجھے امتیاز۔ تمہارے بیٹے کو تمہارے سامنے لا کھڑا کیا" ہارون کے پیچھے سے ایک شخص قدم قدم چلتا چلتا نکلا۔ یہ آواز وہی تھی جو ہارون نے سنی تھی یعنی وہ سہی تھا وہ مگر وہ آواز اس کے باپ کی نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب امتیاز احمد کے تاثرات بدلے تھے یا ہارون کا نظریہ بدلا تھا۔اب وہاں دکھ تھا وہ سر جھکا کر ہلکا سا مسکرایا شاید اس نے آنکھوں میں ابھرنے والی نمی چھپائی تھی۔

پھر قدم قدم چلتا ہارون کے سامنے کھڑا ہوا۔ہارون کے لیے یہ سب نیا تھا۔اس نے ایسا کچھ نہیں سوچا تھا۔

"تم جب پیدا ہوئے تھے تو میں بہت خوش ہوا تھا۔ مجھے لگا میری طاقت کئی گنا بڑھ گئی۔"

ہارون کے تاثرات پتھریلے ہو چکے تھے۔ آنکھوں میں سرخ ڈوریاں ابھرنے لگی تھی۔ ہارون نے ایک نظر نئے آنے والے شخص کی طرف دیکھا۔ یہ شکل اسے پہچانی سی لگی لیکن وہ امتیاز احمد کی طرف متوجہ تھا وہ ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا جیسے سرگوشی کر رہا ہو۔

"پھر جیسے جیسے تم بڑے ہوتے گئے میں تمہیں دیکھ دیکھ سانسیں لینا لگا۔ تمہاری ہر خوشی میں خوش ہوتا رہا۔ میں کبھی تمہارے قریب ہونے کی کوشش نہیں کی، میں ڈرتا تھا کہ کہیں تم میرے جیسے نہ ہو جاؤ۔"

"آپ کے یہ آنسو مجھے نرم نہیں کر سکتے اور نہ ہی میری نفرت کو آپ کے لیے ختم کریں گے۔"

لیکن امتیاز کو فرق نہیں پڑا تھا۔

"اور دیکھو تم میرے جیسے نہیں ہو۔ تم بلکل وہی ہو جیسے میں نے چاہا تھا ایک اچھے۔۔۔انسان۔ اگر میں تمہارے ساتھ رہتا تو شائد تمہیں انسان نہ رہنے دیتا" ایک آنسو ٹوٹ کر امتیاز کی چہرے پر پھسلا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کی ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔" ہارون نے اپنی نظروں کا رخ اب مکمل طور پر اس نئے چہرے کی طرف کر لیا تھا۔ اس کا چہرہ پہچانا پہچانا سا لگ رہا تھا۔

امتیاز نے ہارون کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ دو قدم پیچھے چلتا ہوا وہ اس شخص کے ساتھ جا کھڑا ہوا تھا۔ اب وہ ہلکی آواز میں اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ ہارون نے غور سے ان کی طرف دیکھا سننا چاہا مگر اس کی سماعتوں میں کچھ بھی واضح سنائی نہیں دیا۔

امتیاز کی بات کے جواب میں مقابل نے ایک تمسخرانہ قہقہہ لگایا۔ امتیاز نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی۔ ہارون بہت غور سے اس کی حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ شخص ہارون کی طرف مڑا اور بلکل سامنے آ کھڑا ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"الجھن میں ہو نہ کہ یہ نیا کردار کہاں سے آ گیا" لہجے میں اعتماد اور شوخی تھی۔

"تو میں تمہاری الجھن دور کر دیتا ہوں" ایک نظر مڑ کر امتیاز کو دیکھا۔

"میرا نام ہے قابیل" ایک شیطانی قہقہہ فضا میں گونجا ہارون نے اس نیم پاگل سے انسان کو دیکھا۔ اس کا چہرہ بہت عجیب تھا کراہت آتی تھی دیکھ کر۔

"میں نے اپنے بھائی کا قتل کیا اور یہ ساری سلطنت بنائی ظلم کی سلطنت" وہ اب دوبارہ سے ہارون کی طرف دیکھ رہا تھا آنکھوں میں جنون سے اتر رہا تھا۔

"میں تمہارے باپ کا بھائی ہوں بھتیجے۔ کیا تمہیں ہماری شکلیں ایک جیسی نہیں لگتی؟" امتیاز کے ساتھ کھڑے ہو کر وہ استہزاء سے کہہ رہا تھا۔

واقعی اس کی شکل امتیاز سے ملتی تھی ہارون کے دماغ میں ایک زوردار جھماکا ہوا۔

یہ دونوں بھائی تھے۔ اس کے باپ کا ایک بھائی بھی تھا لیکن آج تک اسے کبھی اس بارے میں علم کیوں نہ تھا۔ لیکن قتل! ہارون کے چہرے پر الجھن ابھری۔

"اب تم سوچ رہے ہو گے کہ قابیل نے تو اپنے بھائی کا قتل کیا تھا۔ تو میں نے کس کو مارا؟ ہنہ!" وہ ایسے بات کر رہا ہو جیسے شکاری اپنے شکار کو پنجے میں لے کر اس کی بے بسی سے محظوظ ہو رہا ہو۔

ہارون نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بس اسے نفرت بھری نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس قابیل نے ہابیل کو مارا تھا۔جان سے اور میں نے تمہارے باپ کی روح کا قتل کر دیا۔تو دیکھ میں ہوا نا قابیل ؟"آخر میں وہ اپنی بات پر خود ہی ہنس دیا۔امتیاز کے چہرے پر اب کرب واضح تھا۔اس نے نظر اٹھا کر ہارون کی طرف دیکھا۔ہارون نے اس کی آنکھوں سے جھلکتی بے بسی کو دیکھا۔اس التجا کو پڑھا تھا۔پہلی بار اس نے اپنے باپ کی آنکھوں میں وہ شفقت اور فکر دیکھی تھی۔جو وہ بچپن سے دیکھنا چاہتا تھا ہارون کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔

"دیکھو فیاض اسے جانے دو وہ میرا بیٹا ہے میں نے ہمیشہ تمہاری بات مانی ہے جو تم نے کہا وہ میں نے کیا لیکن آج تمہیں میری ماننی ہو گی۔"

امتیاز اب اپنے بھائی سے کہہ رہا تھا مگر سامنے والے کے چہرے کی مسکراہٹ کم نہیں ہو رہی تھی وہ ہر قسم کی جذبات سے عاری محسوس ہوتا تھا۔

"آہ امتیاز آہ۔۔۔برسوں سے میں نے تمہاری ڈوریاں اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں میرے اشاروں پر چلتے آرہے ہو تم لیکن آج تم خود سے کیسے بولنے لگے "لہجہ آخر میں سخت ہوا اور ایک زوردار تھپڑ امتیاز کے چہرے پر لگا تھا وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون کے قدم غیر شعوری طور پر امتیاز کی طرف اٹھے۔ لیکن ساتھ ہی بہت سے گنز کے نشانے اس کی طرف ہوئے اور وہ وہیں ساکت ہو گیا۔

"مجھے اچھا نہیں لگا امتیاز کہ تم میری اجازت کے بغیر بولو" فیاض اب امتیاز کا جبڑا اپنے ہاتھوں میں دبائے بول رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ ان سے ہٹاؤ وحشی انسان" ہارون نے درشتی سے سے اس کو کہا تھا۔

فیاض کے چہرے پر پھر سے وہ مکروہ ہنسی لوٹ آئی تھی۔

"دیکھو ابھی بھی تمہارے لاڈلے کو کتنا خیال ہے تمہارا۔" اس کا چہرہ ابھی بھی امتیاز کی طرف تھا لیکن اسے امتیاز کو چھوڑا نہیں تھا۔

Clubb of Quality Content

"کتنا کہا کرتا تھا میں تمہیں کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ اسے میں اپنی اس دنیا کا بادشاہ بنا دوں گا۔ لیکن تمہیں تو اسے اچھا بنانے کا بھوت سوار تھا دیکھ آج یہ ہی اچھا انسان اپنے باپ کو مارنے کے لیے نکلا تھا۔" ایک جھٹکے سے امتیاز کو چھوڑتا وہ پاگلوں کی طرح ہنسا تھا۔

ہارون نے بے اختیار امتیاز کی طرف قدم بڑھائے اس بار کسی نے اس کی طرف نشانہ نہیں باندھا تھا شاید یہ فیاض کا ہی اشارہ تھا۔

"ہارون مجھے معاف کر دینا بیٹا" ہارون کے اپنے قریب آنے سے پہلے ہی امتیاز نے اونچی آواز میں کہا۔ہارون کے قدم زنجیر ہوئے وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا اپنے باپ کو تھامنا چاہتا تھا۔وہ پگل رہا تھا چھائی برائی کی دیوار دھندلا گئی تھی۔اس وقت اس کے سامنے اس کا باپ تھا بس۔

تبھی ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی۔فیاض جو پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا اس کی ہنسی تھمی اس نے نا سمجھی سے ہارون کی طرف دیکھا۔اور اسے لمحے فضا گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ہارون کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹ گیا۔

وہاں ولی اور اس کے ساتھی آچکے تھے۔انہوں نے سب سے پہلے گنز پکڑے کھڑے لوگوں کا نشانہ لیا تھا۔کسی کی کچھ سمجھ میں آنے سے پہلے ہی کمرہ ایک بار پھر خون اور لاشوں سے بھر گیا تھا۔یہ حملہ وہاں ہر کسی کے لیے غیر متوقع تھا سوائے ہارون کے۔کہاں سے حملہ ہوا کیسے ہوا کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔امتیاز احمد قدرے ایک طرف ہو کر کھڑا تھا اور فیاض اس کے سامنے۔ہارون کا ضبط اب جواب دے چکا۔

ہارون برق رفتاری سے فیاض کی جانب بڑھا اور ایک زوردار مکا اس کے چہرے پر مارا۔ پھر دوسرا پھر تیسرا۔ فیاض فرش پر گرا اور وہ بے قابو سا ہو کر اس کا گریبان پکڑے اس پر تھپڑ اور مکے برسا رہا تھا۔ امتیاز احمد نے یہ منظر دیکھا۔

اسے لگا آج اس کا وجود اس ان دیکھی زنجیر سے آزاد ہوا ہے۔ جس میں اس کے اپنے ہی بھائی نے برسوں پہلے اسے قید کیا تھا۔

اندر موجود نفوس کے حرکت کرنے سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ اب وہاں فیاض اور امتیاز کے علاوہ ہارون اور اس کے ساتھی تھے۔

ولی جلدی سے مصطفیٰ کے پاس گیا اور اس کے سر نکلنے والے خون کو روکنے کی کوشش کرنے لگا۔

"تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں یہاں بغیر پلین بی کے آجاؤں گا" فیاض کے منھ سے چند خون کے قطرے نکل کر فرش کو گندہ کر گئے تھے۔

"تمہارے جیسے غلاظت کے لیے ہارون احمد ہمیشہ دس قدم آگے رہتا ہے۔" ایک زوردار تھپڑ کے ساتھ اس نے اپنی بات مکمل کی تھی۔

ایک اور تھپڑ۔

"یہ میرے باپ کو اپنے جیسا بنانے کے لیے۔"

ایک اور تھپڑ۔

"یہ خالہ اور شہیر کے لیے۔"

وہ ایک کے بعد ایک تھپڑ مار رہا تھا۔اور فیاض غیر انسانی طریقے سے ہنستا جا رہا تھا۔وہ اسے اکسا رہا تھا۔

تبھی ہارون نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما۔

"تمہارا کردار اتنا ہی تھا قابیل" لہجے میں ایک کاٹ تھی۔

"یہ ان تمام بچوں کے لیے جن کا خون تمہارے ہاتھوں پر ہے" اور زور سے اس کی گردن کو ایک جھٹکا دیا۔ہڈیوں کے چٹخنے کی آواز آئی اور اس کے قہقہے ختم ہو گئے۔

ہارون وہیں بیٹھا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا اس نے آج سفاکیت کا وہ باب ختم کر دیا تھا۔

ولی کی آواز پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔جب اٹھا تو قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

"مصطفی کو خون بہت بہہ چکا ہے اسے جلدی ہسپتال ہنچانا ہے۔"

وہ مصطفی کی طرف جانے لگا تبھی امتیاز احمد بولا۔

"مجھے بھی ماردو ہارون"

ہارون نے ایک غضبناک نظر سے امتیاز کی طرف دیکھا۔

"آپ کے گناہ کم نہیں ہیں اور نہ ہی میں نے آپ کو معاف کیا ہے۔" کہہ کر وہ ولی کی طرف متوجہ ہوا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مصطفی کا سر اپنے ہاتھ میں تھاما۔ ہارون کا ہاتھ خون سے بھر گیا۔ "آہ مصطفی آہ۔۔۔ میرے شیر تمہیں اس حال سے بھی لڑنا ہے اور جیتنا ہے۔ میں تمہیں کھونا افورڈ نہیں کر سکتا" گلے میں پھندے لگنے لگے تھے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"مصطفی کو تین بندوں کے ساتھ ہسپتال بھیج دو جلدی سے۔" ولی کے اشارے پر سب لوگ حرکت میں آ گئے اور مصطفی کو اٹھا کو لے جانے لگے۔ ہارون نے واپس اپنا رخ امتیاز کی طرف کیا چال میں پہلے جیسی مضبوطی مفقود تھا۔

"تیاری کریں اپنی باقی کی زندگی جیل میں گزارنے کے لیے۔" ولی دونوں ہاتھ کمر پر رکھے چبھتی نظروں سے امتیاز احمد کو دیکھ رہا تھا۔

"شہیر اور شہر بانو کے لیے مجھے معاف کر دو" امتیاز احمد نے اس کے چبھتی نظروں پر خفیف سا مسکرا کر کہا۔ "جانتا ہوں میرے اعمال معافی کے قابل نہیں ہیں۔"

"معافی؟ کسی منھ سے اپ معافی کی بات کر رہے ہیں۔" ہارون اب کے چلایا تھا۔ ولی نے اپنا رخ دوسری جانب کر لیا۔

"آپ نے میری ماں کو ایک ذہنی مریض بنا دیا میری بہن کو بیچ دیا اور کتنے معصوم بچوں کے قتل میں خاموشی کا پتلا بنے کھڑے رہے۔" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ ولی کو بے اختیار ہارون پر ترس آیا تھا۔

"مجھے ان کی کوئی فکر نہیں مجھے بس تمہاری معافی چاہئے۔" امتیاز ہارون کی طرف قدم بڑھانے لگا لیکن ہارون نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر ہاتھ ہوا میں بلند کر کے اسے روک دیا۔

"جب آپ نے میری ماں اور میری بہن کو اپنایا ہی نہیں انہیں ہمیشہ ایک فالتو حصہ سمجھا تو آپ کو مجھ سے بھی اب یہ ہی امید رکھنی چاہیے۔"

"ہارون میں مجبور تھا" امتیاز اب کی بار بے بسی میں بولا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"مجبور؟آپ کو پتہ ہے کہ انسان کو کوئی گناہ کرنے کے لیے مجبور نہیں کر سکتا۔اسے اس کا نفس گناہ کی طرف مائل کرتا ہے اور وہ اسے قبول کرتا ہے۔کوئی انسان کتنا ہی مجبور کیوں نہ ہو سینکڑوں بچوں کا قتل نہیں کرتا۔سچ تو یہ ہے کہ آپ میں انسانیت ہے ہی نہیں۔ابھی بھی آپ کو اپنے گناہوں پر شرمندگی نہیں بلکہ اپنے بیٹے کی محبت کی چاہ ہے"ہارون بولتے بولتے ہانپنے لگا تھا۔

"بیٹا"امتیاز نے ایک بار پھر اس کی طرگ قدم بڑھائے۔

"نہیں ہوں میں آپ کا بیٹا"وہ دھاڑا تھا اور امتیاز کے چلتے قدم ایک بار پھر رک گئے۔آنکھوں میں درد ابھرا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے نفرت ہے آپ سے کہ آپ میرے باپ ہیں اور نفرت ہے خود سے کہ میں آپ کو بیٹا ہوں۔میں شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا آپ کی۔آپ نے میری زندگی میں زہر گھول دیا آپ کا بیٹا کہلانے سے بہتر تھا کہ میں مر جاتا۔"

"بس کرو ہارون"ولی نے آگے بڑھ کر اس کو کندھے کو تھپتھپایا۔

"ان کو میرے سامنے سے لے جاؤ ولی پلیز" اس کی آنکھیں گہرے ضبط کی نشانی تھی۔ولی نے اثبات میں سر ہلا کر امتیاز کی طرف قدم بڑھائے۔امتیاز کے چہرے پر اس وقت حسرت رقم تھی۔ لیکن ولی کو آتا دیکھ اس کے چہرے پر اشتعال ابھرا۔

"تم مجھے میرے بیٹے سے دور نہیں کر سکتے" اور ساتھ ہی امتیاز احمد نے ہاتھ پیچھے لے کر گیا اور جب سامنے کیا تو اس میں ایک پستول تھا۔ہارون نے اسی سرعت سے اپنی گن کا رخ امتیاز کی جانب کر دیا۔امتیاز کے نشانے پر ولی تھا اور وہ خود ہارون کے نشانے پر تھا۔اس سے پہلے کہ ٹرگر دباتا ہارون نے ایک گولی اس کے سینے میں پیوست کر دی۔

سب کچھ اتنا جلدی میں ہوا کہ کچھ سمجھنے کا موقع نہیں ملا۔اور جب سمجھ میں آئی تب تک امتیاز احمد کا وجود زمین پر بے جان پڑا تھا۔ولی نے آگے بڑھ کر اس کی سانسیں دیکھی لیکن روح پرواز کر گئی۔اس نے ہارون کی جانب دیکھ کر سر نفی میں ہلا دیا۔ہارون کا گن والا ہاتھ پہلو میں آ گرا۔

امتیاز احمد کے ہاتھ سے پسٹل تھام کر وہ کھڑا ہوا لیکن ٹھٹک کر رک گیا۔اس نے پسٹل کی میگزین نکالی۔

"ہارون اس پسٹل میں تو گولیاں تھی ہی نہیں" وہ حیران سے ہارون کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"انہوں نے کہا تھا میں انہیں مار دوں۔ انہیں موت میرے ہاتھوں چاہئے تھے" ہارون خالی خالی نگاہوں سے فرش پر پڑے اس بے جان وجود کو دیکھ رہا تھا جو اس کا باپ تھا۔ اس کا مجرم باپ۔ ایک کٹھپتلی جو برسوں استعمال ہونے کے بعد ایک قاتل بن گئی تھی۔

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ آج انہیں بہنے دینا چاہتا تھا اس نے آہستہ سے اپنا سر سجدے میں رکھ دیا۔ آج سے اس جگہ ہونے والے گناہوں کی کہانی ختم ہوئی۔ ولی نے ہمدردی سے اس کی جانب دیکھا۔ صرف وہ ہی جانتا تھا کہ اس وقت ہارون کس کرب میں مبتلا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون احمد کی پانچ سال کی محنت آج رنگ لائی تھی ایسا رنگ جو ہر رنگ کو پھیکا کر گیا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی باپ کو موت کے حوالے کرنا۔۔۔ چاہے باپ قاتل و مجرم ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ زندگی بھر کے لیے ناسور بن جاتا ہے۔

ہسپتال کی سفید راہداری سرد اور خاموش تھی۔ کرغیزستان کی حکومت نے پاکستانی فوج سے معاملات طے کرنے کے بعد زخمیوں کے امداد کے لیے اپنے فوجی ہسپتال کے دروازے کھول دیے تھے۔ مصطفی آپریشن تھیٹر کے اندر تھا۔اس کو ایک بار بھی ہوش نہیں آیا تھا جبکہ خون کافی بہہ چکا تھا۔اس کی حالت تشویشناک تھی۔ولی اس سفید راہداری کے دائیں بائیں چکر کاٹ رہا تھا کبھی مضطرب سی کیفیت میں چلتے چلتے ایک ہاتھ کا مکا بنا کر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتا۔ہارون دیوار کے ساتھ پشت ٹکائے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے چھت کو گھور رہا تھا۔اس کی اذیت کم نہیں ہو رہی تھی۔وہ مصطفی کے بارے میں سوچتا سوچتا امتیاز کو سوچنے لگتا پھر اپنی ماں کو اور پھر سے مصطفی کو اس کی سوچ کا دائرہ ان تینوں کی گرد گھوم رہا۔ تھا۔ان دونوں کی ہاتھوں میں ابھی بھی خون تھا اور کپڑے گرد آلود۔یقیناً وہ دونوں مصطفی کی بہتری کی خبر سنے بغیر سکون سے کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔

کچھ دیر بعد آپریشن تھیٹر کے باہر چلنے والی سرخ روشنی بند ہو گئی۔دونوں کی آنکھیں اب باہر نکلنے والے کی منتظر تھیں۔دل میں وسوسوں نے سر اٹھایا اور سانس تھم گئی جسم کا ہر عضو کان بن گیا تھا۔

اگلے ہی پل ایک مخصوص سبز لباس پہنے ڈاکٹر باہر آیا۔دونوں دھڑکتے دلوں اور کئی اندیشوں اور امید کے درمیان اس تک گئے۔

"آپ کا مریض خطرے سے باہر ہے" ڈاکٹر خالص انگریزی میں کہہ رہا تھا۔ولی اور ہارون نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مسرتوں کا تبادلہ کیا"ان کی سرجری کامیاب رہی ہے۔خون کافی بہہ جانے کی وجہ سے وہ غنودگی میں رہیں گے۔اور ہو سکتا ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد ان کا دماغ سہی طرح سے کام نہ کر سکے"

"کیا؟کیا مطلب سہی سے کام نہ کر سکے؟"ولی کے مسکراہٹ غائب ہوئی۔سنجیدگی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ریلیکس!ہو سکتا ہے کہ کچھ دنوں یا ہفتے تک وہ کچھ کام سہی سے نہ کر پائے جیسے کی بولنا یا چلنا یا ہو سکتا ہے وہ چیزوں کو آپس میں گڈمڈ کرے یا الٹی سیدھی باتیں کریں"ڈاکٹر نے مسکرا کے ولی کا کندھا ہلکا سا تھپتھپایا اور آگے بڑھ گیا۔

"یااللہ! تیرا شکر ہے میں جانتا تھا کہ یہ ہماری جان اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے گا"۔ نم سی آواز کے ساتھ کہتے ہی وہ ہارون کے ساتھ بغلگیر ہوا۔ دونوں نے فوجیوں کے سے انداز میں ایک دوسرے کی کمرے تھپتھپائی یعنی کہ پیٹا۔ اور پھر الگ ہوئے۔ مسکراہٹوں کا تبادلہ کیا۔

ایک طویل دن آخر کار اپنے انجام کو پہنچا تھا تھکاوٹ سی تھکاوٹ ہو رہی تھی۔

لیکن اب آرام تو وہ لوگ اپنے گھر میں ہی کریں گے۔

ایک ہفتے بعد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی آج اتنی تیاریاں کس کے لیے ہو رہی ہیں" عابش اپنی کتابوں سے سر اٹھائے آنکھ پر چشمہ درست کرتے بولی۔

"آج بھائی شاہد اور مصطفی آرہے ہیں۔ میرے بچے کو اللہ نے اتنی بڑی آزمائش سے نجات دے دی۔ اللہ کا جتنا شکر کریں کم ہیں" خدیجہ بیگم ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی تین دن پہلے ولی آیا تھا ان سب سے ملنے۔ مختصر سے الفاظ میں اس نے حالات و واقعات کو گول کر دیا تھا۔ مگر مصطفی کے زخمی ہونے کا قصہ خوب مبالغے آرائی سے سنایا تھا۔ اور اس دن سے ہی

خدیجہ بیگم نے جائے نماز سے اٹھنے کی زحمت ہی کی تھی بس۔اور آج وہ لوگ آرہے تھے تو خدیجہ بیگم کچن میں گھسی پتہ نہیں کیا کیا تیار رہی تھی۔عورتیں چاہیں کتنی ہی عمر کی کیوں نہ ہو جائیں لیکن ان کے مائیکے سے کوئی آرہا ہو تو ان کی خوشی آسمان کو چھو رہی ہوتی ہے۔

عابش نے اپنے گول چشمے سے خدیجہ بیگم کو ادھر ادھر آتے جاتے دیکھا اور پھر ایک صوفے پر بیٹھی عائزل کو دیکھا۔جو آنکھوں میں فریم لیس گلاسز لگائے انگلیاں موبائل پر مار رہی تھی۔

"میرا پیپر نہ ہوتا تو میں امی کی مدد کروا دیتی مگر اب تم ہی کروا دو" عابش نے ملامتی نظروں سے اس گھورا تھا۔

"میں پورے چار دن کے بعد گھر آئی ہوں۔آٹھ گھنٹے کی نیند صرف دو گھنٹوں میں پوری کی۔ اور سارا وقت نان سٹاپ کام کیا۔ کبھی اوپر کبھی نیچے کبھی اس وارڈ اور کبھی اس وارڈ۔اور تم مجھ سے توقع رکھ رہی ہو کہ میں اب آرام بھی نہ کروں۔" عائزل ہنوز موبائل پر انگلیاں چلاتی مصروف سے انداز میں کہہ رہی تھی۔اس نے عابش کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم اپنے کام سے کل صبح آئی تھی اور تم کل سے اپنے کمرے میں بیٹھی آرام ہی کر رہی ہو۔ اب موبائل چلا کر کوئی آپ کی تھکاوٹ دور ہونے والی نہیں۔"

عائزل اس کو کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھی کہ اسی وقت لاؤنج میں معیز داخل ہوا ۔دونوں نے بیک وقت معیز کو دیکھا اور معیز جو اپنی ہی دھن میں چلا آرہا تھا خدیجہ بیگم کے نان سٹاپ آواز جو کسی ریڈیو کی طرح چل رہی تھی سن کر رکا۔ایک نظر خدیجہ بیگم کو دیکھا پھر ایک نظر صوفے پر بیٹھی دونوں بہنوں کو جو ہونک بنی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

معیز نے دونوں کی طرف دیکھ ملامتی انداز میں نفی میں سر ہلایا۔ جیسے کہا ہو شرم تو نہیں آتی۔

اس سے پہلے کہ وہ قدم اٹھاتا دونوں برق رفتاری سے اپنا موبائل اور کتابیں پھینکتی کچن میں خدیجہ بیگم کے پاس جانے لگی۔

"خبردار اگر تم نے کچن میں قدم بھی رکھا۔" عائزل اپنے گلاسز کو اتار کر شرٹ میں اٹکاتی بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر اس نمونے نے جا کر امی کی مدد کروا دی تو اگلے پورے ہفتے امی نے کاہلی کام چوری پھوہڑ ہونے کے طعنے دے دے کے جینے نہیں دینا تھا" عابش نے عائزل کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے ساتھ میں جھرجھری لی۔

"واہ میرا ڈر اتنا ہے کیا!" پیچھے معیزان دونوں کے دیکھتا حیران سا صوفے پر آ بیٹھا "لگتا بڑا ہو گیا ہوں میں گھر کا مردیونو" خود کلامی کرتا وہ خود ہی اپنی بات سے محضوض ہوا تھا۔

"امی ٹھیک ہے مصطفی زخمی ہو گیا تھا۔ لیکن اس میں اتنی بڑی بات بھی کیا ہے کہ آپ ہلکان ہوئی جا رہی ہیں" خدیجہ بیگم کی تیاری دیکھ کر وہ غش کھانے کو تھی۔ قورمہ بریانی کباب رشین سیلڈ فوڈ ٹرائفل اور پتہ نہیں کیا کیا۔

"اگر اللہ نے توفیق دے ہی دی ہے اٹھ کر مدد کروانے کی تو برتن دھو دو۔ باقی کام میں ذرا سا آرام کر کے خود ہی کر لوں گی" خدیجہ بیگم کچن ٹاول کے ساتھ ہاتھ صاف کرتی باہر کی طرف چلی گئی۔

"جاؤ عابی تیاری کرو اپنے ایگزامز کی۔ دیکھ لیتی ہوں میں یہاں" برا سا منہ بنا کر بولتی وہ برتنوں کے انبار کو دیکھ رہی تھی۔ عابش عائزل کی بات پر بتیسی کی نمائش کرتے دونوں

نولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاتھوں کو ہوا میں نظر اتارنے والے انداز میں گھما کر کانوں تک لے کر گئی۔ عائزل اس کے انداز پر نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

ابھی وہ سنک کی طرف قدم بڑھانے ہی لگی تھی کہ مرحہ وارد ہو گئی۔

"آئے ہائے بڑی خوشبوئیں اٹھ رہی ہیں افف بھوک لگ گئی"

"عائزل اگر مرحہ آئے تو اسے کسی کھانے کی چیز کو ہاتھ مت لگانے دینا" کمرے سے خدیجہ بیگم کی اونچی سے آواز آئی تھی۔ مرحہ نے قدرے افسوس سے پہلے کمرے کی طرف دیکھا پھر عائزل کی طرف۔

"پہلے پہلے تو یہ بہت سویٹ ہوتی تھی کر یلے کب سے کھانے لگی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم چھوڑو بتاؤ کیا کھاؤ گئی ؟" عائزل کافی خوشدلی سے بولی تھی۔

"بریانی" مرحہ نے چہکتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا تو پھر یہ برتن دھو دو" سنک میں رکھے برتنوں کی طرف اشارہ کرتے وہ آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی یہ بولی۔ مرحہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں بھی کہوں میری خوراک کے دشمن آج مہربان کیوں ہوئے بیٹھے ہیں" براسامنہ بناکر وہ ڈائننگ کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"سوچ لو مرحہ ہوسپٹل میں تین دن سے وہی گندابدمزہ ساکھانا کھارہے تھے آج خدیجہ بیگم کے ہاتھ کی بریانی کھانے کو مل رہی ہے وہ بھی صرف برتن دھونے کے بدلے" عائزل ہنسی روکتے ہوئے بول رہی تھی۔

"یااللہ کھانے کے لیے بھی انسان کو کیا کچھ کرنا نہیں پڑتا" وہ پیر پٹختی اٹھی اور ایپرن باندھنے لگی۔

"کاش دس منٹ بعد گھر سے نکلتی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل کچن کی سلیب پر چڑھ کر بیٹھ گئی اور مسکراتی نظروں سے مرحہ کو دیکھنے لگی۔

"ویسے یہ اہتمام کس لیے؟" برتن کو صابن لگاتے مرحہ نے سڑے سے لہجے میں پوچھا۔

"ماموں شاہد آرہے ہیں اور ان کا بیٹا مصطفیٰ" مرحہ کے ہاتھ ایک لمحے کو رکے۔ مگر عائزل نے محسوس نہیں کیا تھا۔

"اس کو کوئی چوٹ لگ گئی دماغ پر تو بس میری اماں تو ہلکان ہو گئی اس کی پریشانی لیتے لیتے۔"

عائزل عام سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"کیسے لگی چوٹ؟"مرحہ پورا گھوم کر عائزل کی طرف دیکھا چہرہ بالکل سنجیدہ تھا۔

"پتہ نہیں شاید کوئی ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا مجھے زیادہ پتہ نہیں کل ہی تو آئی ہوں ہاسپٹل سے پھر میں سو گئی تو مجھے تفصیلات کا نہیں پتہ"فرش کو دیکھتی عائزل بے توجہی سے کہہ رہی تھی۔

جیسے مصطفیٰ کے ایکسیڈینٹ تو آئے دن ہوتے رہتے تھے۔

"اب کیسا ہے وہ کیا زیادہ چوٹ لگی تھی کیا اسے"آواز میں واضح فکر تھی۔

"پتہ نہیں آئے گا تو دیکھ لیں گے کتنی چوٹ لگی ہے تم کیوں اتنی فکر کر رہی ہو؟"عائزل نے اب نظریں اٹھا کر کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"پتہ نہیں بس اچھا نہیں لگا سن کر اس کی چوٹ کا"مرحہ اب واپس سنک کی طرف مڑ گئی۔ جن برتنوں پر صابن لگ چکا تھا انہیں پانی کے نیچے کر دیا۔

"تمہیں اس کی چوٹ سا کیا فرق پڑتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فرق نہیں مجھے برا لگا یہ کہہ رہی ہوں۔ کل جب تم ہاسپٹل سے واپس آ گئی تب میں وہیں پر تھی تب وہاں ایک ایمرجنسی کیس آیا۔ ایک جوان سا لڑکا تھا اس کی سر سے بہت خون بہہ رہا تھا پیچھے اس کا باپ بے بس سا دوڑ رہا تھا" مرحہ ایسے بول رہی تھی جیسے اس کے سامنے وہ منظر آ گیا ہو وہ اتنی جذب سے بہت کم بولتی تھی۔

"تمہیں پتہ اس کا باپ بہت بوڑھا تھا اس کی سفید داڑھی تھی اس کے کپڑوں سے لگتا تھا وہ کوئی بہت امیر نہیں تھا۔ س کے قدم لرز رہے تھے لیکن وہ اپنے بیٹے کی جاں کی خاطر بھاگ رہا تھا۔ وہ جلدی سے جلدی اسے ڈاکٹر کے پاس پہنچانا چاہتا تھا۔ اور تب میں وہاں پر تھی وہ اسے میرے پاس لایا میں اسے دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ مر چکا ہے۔ لیکن وہ باپ" وہ بولتی جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ دھوئے ہوئے برتن ایک طرف رکھتی جا رہی تھی۔

"وہ باپ اپنے بیٹے کو کسی قیمت پر مرنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کی عمر رسیدہ آنکھوں میں اتنی التجا تھی کہ آنسوؤں کو جگہ بھی نہیں مل رہی تھی۔ اور جب میں نے انہیں بتایا تو وہ میرے قدموں میں گر کر اونچی اونچی رونے لگے ان کی ساری ہمت میرے الفاظ کے ساتھ ہی ختم

ہو گئی۔اور صدمہ نہ برداشت کرتے ہوئے وہ بھی وہیں پر ختم ہو گئے" آخر میں اس کی آواز کانپی تھی۔

عائزل کو لگا وہ رہو رہی ہے۔

"تو میں سوچ رہی تھی کہ کاش ڈاکٹر کے پاس اتنا اختیار بھی ہوتا کہ وہ کسی کے زندگی بچانے کے ساتھ ساتھ زندگی دے بھی سکتے" آخری برتن کو دھو کر وہ مڑی تھی اس کے چہرے پر کوئی آنسو نہیں تھا لیکن چہرے پر اداسی تھی۔

"اب کل سے مجھے یہ ایکسیڈینٹ بہت برے لگنے لگے ہیں کتنی عام سی بات ہے نہ یہ۔ مگر یہ حادثے گھروں کا سکون تباہ کر دیتے ہیں کسی سے جینے کی وجہ ہی چھین لیتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل کے پاس الفاظ نہیں تھی اسے کچھ بھی کہنے کے لیے وہ خود دعا کرتی تھی کہ کبھی اس کے سامنے کوئی ایسا کیس نہ آئے۔ مرحہ دوبارہ سے ڈائینگ پر بیٹھ گئی اور عائزل اس کے لیے بریانی نکالنے لگی۔

"اس کیس کا کیا بنا پھر۔"

"کچھ نہیں ان دونوں کے گھر والے آئے اور انہیں لے گئے اس وقت پتہ چلا کہ اس بوڑھے آدمی کو اللہ نے شادی کے پندرہ سال بعد اولاد دی تھی۔اور جب وہ جوان ہوئی تو اسی کے سامنے مر گئی اس کا اکلوتا بیٹا تھا وہ جس کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔"

"اففف اللہ ایسے زخم کسی کو نہ دے خاص طور پر اپنوں کے دور جانے کا دکھ تو کبھی کسی کو نہ دے۔"

کچھ دیر پہلے وہ جو مرحہ کے مصطفی کے بارے میں استفسار پر کچھ اور سمجھ بیٹھی تھی اب اس کے ذہن میں کوئی خیال نہیں آیا تھا۔مرحہ کو ذہن الجھانے آتے تھے۔دوسرے بس اس تک اتنی رسائی حاصل کر سکتے تھے جتنی وہ اجازت دیتی تھی۔

Clubb of Quality Content

"ویسے آنٹی نے اتنا سب کچھ کیا صرف مصطفی کے لیے بنایا ہے" مرحہ نے کچن مین نظر گھما کر ڈشز کی تعداد گنی۔

"نہیں صرف مصطفی کے لیے تو نہیں" کچن میں داخل ہوتی خدیجہ بیگم نے کہا۔وہ چولہے پر رکھی دیگچی کا ڈھکن ہٹاتے اس میں کفگیر گھمانے لگی۔"ولی اور عنایہ اور ساتھ میں ہارون اور جواد کی فیملی بھی انوائیٹڈ ہے۔"

"کیا؟" عائزل نے آنکھیں پوری کھول کر خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا۔

"ہاں تو بلانا ہی تھا نہ بچے اتنا بڑا کام کر کے آئے ہیں۔" عائزل نے اسی حیرانگی سے پوچھا تھا۔

"میں نے تمہیں ڈاکٹر کیا بنا دیا تمہیں تو دنیا کی خبر ہی نہیں۔ کیا تم نے کوئی خبر نہیں سنی؟" ان حیرانگی کی بارے خدیجہ بیگم کی تھی۔

"امی کیوں پہیلیاں بجھوا رہی ہیں۔ ہاسپٹل میں نہیں اتنا ٹائم ہوتا کہ انسان نیوز سن سکے" عائزل بے چینی سے بول رہی تھی۔ مرحہ خاموشی سے بریانی کھا رہی تھی کہ ابھی تک خدیجہ بیگم کا دھیان ادھر نہیں ہوا تھا۔

"ہارون مصطفی اور ولی کرغیزستان گئے تھے مشن پر آر گن سپلائے مافیہ کو ختم کرنے۔ وہیں پر مصطفی کے چوٹ لگی تھی۔ اب جب اس دن ولی عنایہ کو لے کر گیا بتایا تو تھا میں نے" عائزل کی زبان تالو سے جو لگی مرحہ کو کھانا کھانا بھول گیا۔

"کیا؟ مشن؟ ہارون مصطفی کا؟ آنٹی سب کچھ بتائیں نہ پلیز" مرحہ خدیجہ کو اپنی طرف متوجہ کرتی بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تب خدیجہ بیگم نے اس کے پاس پڑی بریانی کی پلیٹ دیکھی اور ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈالی۔

"جتنا مرضی منع کر لو۔۔"

"آنٹی ڈانٹ بعد میں۔ ابھی پہلے بتائیں نہ کہ کیا کیا ہوا تھا وہاں" مرحہ خدیجہ بیگم کو ہاتھ پکڑ کے بٹھاتی بولی۔ عائزل نے نظریں جھکا لیں وہ اپنی ماں کے سامنے یہ ظاہر نہیں کرواسکتی تھی کہ اسے ہارون کے بارے میں فکر ہوئی ہے۔ لیکن جیسے ہی خدیجہ بیگم نے بولنا شروع کیا وہ پوری توجہ سے ان کا ایک ایک حرف سن رہی تھی۔

جتنا خدیجہ بیگم کو علم تھا وہ سارا بتا چکی تھی مرحہ کے لیے یہ ایک دلچسپ کہانی تھی مگر عائزل وہ خود کو ہارون کی جگہ رکھ کر سمجھ سکتی تھی وہ بچپن سے اس کے ساتھ رہی تھی وہ اس کو جانتی تھی۔

"کیا واقعی ہارون نے اپنے بابا کو مار دیا" مرحہ نے خدیجہ بیگم کے چپ ہونے پر بولنا شروع کیا۔

"بہت حوصلہ ہے اس کا و۔لی کو بچانے کی خاطر اس نے گولی چلائی باپ اور بیٹے کا رشتہ اس کے فرض کے بیچ نہیں آیا" خدیجہ بیگم بہت اشتیاق سے بولی تھی۔

(لیکن وہ اندر سے تو ٹوٹ گیا ہو گا اپنے ہی ہاتوں سے اپنے باپ کو مارنا آسان تو ہر گز نہیں ہے)

عائزل نے دل میں سوچا تھا۔ لیکن کہا کچھ نہیں تھا۔اس وقت اس کے ذہن کے پردوں ہر صرف ہارون کا چہرہ تھا۔اس کی بھوری آنکھیں اور ان جھلکتی اداسی۔عائزل کو لگا وہ بھی اداس ہے۔

"لیکن ہارون کو پتہ کیسے نہیں چلا کہ ان کے باپ کا ایک بھائی بھی ہے" مرحہ کا ایک اور سوال تھا۔

"پتہ نہیں جب میں نئی نئی حماد کے ساتھ بیاہ کر آئی تھی تب ایک بار بڑی بی نے بتایا تھا کہ امتیاز اور فیاض دو جڑواں بھائی تھے۔ان کا آپس میں بہت اتفاق تھا پھر ایک دن فیاض دوپہر کو گھومنے گیا اور شام تک واپس نہیں لوٹ۔اوہ تب یہی کوئی چودہ پندرہ سال کا ہو گا بس۔اسے بہت ڈھونڈا مگر وہ نہیں ملا تب سے سب نے یقین کر لیا کہ مر چکا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(ہارون نے ایک بار بتایا تھا کہ اس کا باپ اپنے بھائی کی چیزوں کو کیسے سنبھال کر رکھتا ہے اس کی تصویریں اس کے کپڑے۔ یہ سب بتاتے ہارون کے چہرے پر ایک تکلیف تھی وہ اس عمر میں بھی جانتی تھی کہ وہ تکلیف باپ کی شفقت اور پیار نہ ملنے کی تکلیف تھی۔)

"پھر وہ اچانک واپس کیسے آ گئے۔"

"مجھے زیادہ تو نہیں پتہ لیکن ولی نے بتایا کہ جن لوگوں نے فیاض کو پکڑا تھا فیاض ان کے ساتھ کام کرنے لگا۔ شاید اس نے اپنے جان بخشی کے بدلے میں یہ سودہ کیا ہو۔ اور آہستہ آہستہ اس نے اس جگہ کو اپنا گھر بنا لیا۔ اور وہیں پر سب کو مار کر خود سربراہ بن گیا۔ اس کے ساتھ ایک ٹریجڈی ہوئی تھی اور اس ٹریجڈی نے اس کے بچپن کی معصومیت چھین کر اسے جوانی کا درندہ بنا دیا۔ پھر اس نے امتیاز کو اپنے ساتھ ملایا اور وہ سارا کھیل شروع کر دیا جسے ہارون نے ختم کر دیا۔" خدیجہ بیگم کہہ کر اٹھی گئی اور ایک بار پھر دیگچی میں کفگیر پھیرنے لگی۔ قورمہ تقریباً پک چکا تھا انہوں نے آنچ دھیمی کر دی۔ خدیجہ اور مرحہ اب کوئی بات کر رہے تھے مگر اب وہ سننا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں پھر سے انتظار بھر گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عائزل کے اندر کی ساری خوشگواریت عنقا ہو گئی تھی۔اسے یہ سب اپنے اوپر حاوی نہیں کرنا تھ مگر اب بات اس کے اختیار میں نہیں تھی۔دل کسی خاص کے لیے پریشان ہونا چاہتا تھا اور وہ پریشان ہو گئی۔اپنے سارے سبق بھلا کر وہ پھر سے ہارون احمد کے لیے دل سے پریشان ہو گئی۔

وہ سوچوں میں گم تھی جب باہر ہارن کی آواز آنا شروع ہو گئی۔

"لگتا ہیں وہ لوگ آ گئے ہیں، جاؤ عائزل تیار ہو جاؤ" چولہا مکمل بند کرتی مسرت بھرے لہجے میں بولی۔

"ہنہ۔۔کیوں؟" اپنے نام لیے جانے پر وہ سوچوں سے باہر نکلی تھی۔

"تو کیا یہ نائیٹ سوٹ پہن کر سب کے سامنے آ ؤ گی؟" خدیجہ بیگم نے اس کے غائب دماغی پر ماتم کناں لہجے میں کہا تھا اور تب عائزل نے اپنے حلیے پر نظر ڈالی۔

"اوہ خدایا۔۔" جلدی سے سیڑھیوں کی طرف جاتے ہوئے اس نے مرحہ کا قہقہہ فراموش کر دیا تھا۔

Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد لاؤنج میں سب حضرات بیٹھ چکے تھے۔جب وہ ہلکے گلابی رنگ کی فراک پہنے نیچے آئی۔سر پر ایک سرخ رنگ کا سٹول کیا ہوا تھا جو فراک میں ہاتھ سے رنگ کیئے ہوئے گلابوں سے میچ کر رہا تھا۔کندھے پر ہم رنگ دوپٹہ سیٹ کیے وہ باوقار اور معصوم سی لگ رہی تھی۔

لاؤنج میں آ کر اس نے اونچا سا سلام کیا۔وہاں بیٹھے سب لوگوں کے چہروں پر ہلکی سے مسکراہٹ آ گئی۔

"ارے ہماری ڈاکٹر بیٹی آ گئی" جواد نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔وہ مدھم سا مسکراتی ان کے پس جا کر بیٹھ گئی۔سامنے مصطفی اور شاہد بیٹھے ہوئے تھے مصطفی کے سر پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی۔جواد کے بائین طرف راہیلا اور بائیں طرف عائزل بیٹھ چکی تھی۔ اس نے وہاں ہارون کو نہیں دیکھا تھا اس نے راہداری کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔

"کس کو دیکھ رہی ہو عائزل؟کیا انتظار ہے کسی کا" سامنے بیٹھے مصطفی نے اونچا سا کہا تھا۔اس کا چہرہ کافی سنجیدہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb for Quality Content

عائزل پر ایک ساتھ کئی رنگ آئے۔ حیرت، شرمندگی، حیا، غصہ۔ دل چاہا تھا کہ ایک بار اٹھ کر اس کا دماغ ایک بار پھر کھول دے۔

"ک۔ ک۔ کچھ نہیں میں تو عنایہ کو دیکھ رہی تھی وہ نہیں آئی" سب کی نظروں کو خود پر مرکوز ہوتے محسوس کر کے اس نے جلدی سے بات گھڑی تھی۔

"نہیں آئی ہے۔ وہ کچن میں مرحہ اور عابی کے ساتھ باتیں کر رہی ہے میں دیکھتی ہوں۔" خدیجہ بیگم کچن کی طرف جاتے ہوئے بولی۔ "ایک تو یہ لڑکیاں جہاں جاتی ہیں باتوں میں دل لگا کر بیٹھ جاتی ہیں۔"

تو کیا وہ نہیں آیا؟ وہ سوچ کر اداس ہوئی تھی۔

ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ راہداری سے ولی چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اور اس کے پیچھے ہی وہ داخل ہوا۔ آنکھوں پر سیاہ چشمہ سیاہ بال پیچھے کو سیٹ کیے سیاہ شلوار قمیض پہنے کلائی پر سنہری گھڑی باندھے وہ بے حد وجیہہ اور شاندار تھا۔ عائزل نے بے اختیار سوچا تھا۔ اور تبھی ہارون نے اپنا چشمہ اتارا تھا۔ وہ بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ملی تھی اور سیاہ آنکھیں فوراً جھک

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گئی۔ہارون کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔ان کے پیچھے ہی معیز داخل ہوا تھا۔ہاتھ میں کچھ کتابیں پکڑی ہوئی تھیں۔

"میں معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کو زیادہ وقت نہیں دے سکتا کیوں کہ میرے امتحان ہیں۔ اگر اس بار نمبر کم آئے تو کوئی خبر نہیں کہ میرے والد محترم اپنے اکلوتے سپوت کے جائیداد سے بے دخل کر دیں۔"اس کے چہرے پر گہری اداسی تھی۔بے بسی۔اس کے انداز پر سب کے چہروں پر ہنسی پھوٹ گئی۔

ہارون کچن سے آتی خدیجہ بیگم کو سلام کر کے مصطفی کے ساتھ جا بیٹھا۔عنایہ اور ولی خدیجہ بیگم کے مقابل بیٹھ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب وہ ایسے بیٹھے تھے کہ خدیجہ بیگم کے دائیں جانب عائزل اور بائیں جانب ہارون۔عائزل کے ساتھ جواد اور راہیلا اور ہارون کے ساتھ شاہد اور مصطفی۔خدیجہ بیگم کے مقابل عنایہ اور ولی بیٹھے تھے۔عائزل نے دوبارہ نظر نہیں اٹھائی تھی جبکہ ہارون خدیجہ بیگم کی پشت پر موجود کھڑکی سے باہر لان پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

تبھی کچن سے مرحہ اور عابش نکل کر آئیں۔ مرحہ نے سب کو سلام کیا اور ساتھ ہی جانے کے لیے خدیجی بیگم کو اشارہ بھی کر دیا۔

"ارے جا رہی ہو کیا مرحہ؟ ابھی بیٹھو تو سہی کچھ دیر ہمارے پاس" راحیلا اس کا اشارہ دیکھ کر بولی تھی۔ وہی شفیق پر اشتیاق سا لہجہ جو پہلی بار ملنے پر تھا۔ مرحہ کے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ آگئی۔

"نہیں آنٹی پھر کبھی، ابھی گھر سے بابا کی کال آگئی ہے" معذرت خواہ لہجے میں بولتی اس نے ایک نظر مصطفی کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ الوداعی مسکراہٹ کے ساتھ وہ جانے لگی جب مصطفی بولا تھا۔

"بابا یہ اتنی پیاری لڑکی کون ہے؟"، مرحہ کے جسم سے روح فنا ہوئی تھی۔ قدموں سے زمین کا سرک جانا کیا ہوتا ہے اس نے آج جانا تھا۔ لاؤنج میں بیٹھے سبھی لوگ ایک بار گنگ ہوئے تھے۔ صوفے پر بیٹھے شاہد صاحب نے گڑبڑا کر مرحہ کو دیکھا۔ عابش نے بے اختیار امڈ آنے والی مسکراہٹ چھپائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سوری بیٹا وہ انجری کی وجہ سے مصطفی کے دماغ پر تھوڑا اثر ہوا ہے۔ یہ بغیر سوچے کچھ بھی بول دیتا ہے۔"

وہ کافی شرمندہ سا بولے۔ مرحہ کے حلق سے آواز تک نہ نکلی اور وہ ہلکا سا مسکرا کر باہر کی طرف بڑھ گئی لیکن اس کے قدموں کی رفتار تیز تھی۔

پیچھے شاہد صاحب نے کھا جانے والی نظروں سے مصطفی کو دیکھا۔ وہ غصے سے کچھ کہنے والے ہی تھے کہ خدیجہ بیگم بول اٹھی۔

"بھائی نہ کہیئے گا کچھ بھی، اسے کونسا علم ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔"

ا"س نے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ ایک ہفتے میں اتنے لوگوں سے معذرت کر چکا ہوں جتنی پوری زندگی میں نہیں کی۔ صرف اس کی وجہ سے "شاہد صاحب تو بھڑک ہی اٹھے تھے" مجھے تو لگتا یہ جان بوجھ کر کرتا ہے"

"کیا! بابا مجھے وہ واقعی اچھی لگی تھی اس لیے کہا میں جھوٹ کیوں کہوں گا" وہ اب واقعی ہلکے ہلکے غصے میں کہہ رہا تھا شاہد صاحب سر ہلا کر رہ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شکر کریں بچی اپنی تھی کوئی اور ہوتا تو کیا سمجھتا" راہیلا اب کی بار ماحول کو ٹھنڈا کرتے ہوئے بولی۔

"ابھی اس اپنی بچی کو جلدی نہ ہوتی تو پوری فلم دکھا کر جاتی" عنایہ نے ان کی پہلی ملاقات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ اور پھر لاؤنج میں بیٹھے نفوس کا ہلکا سا قہقہہ بلند ہوا۔ ہارون اس سارے عرصے میں خاموش بیٹھا رہا لاتعلق سا۔ عابی بھی معیز کی طرح سب سے معذرت کرتی اپنے کمرے میں گھس گئی۔

سب ہلکی پھلکی گفتگو کر کے ایک سنجیدہ اور افسوس زدہ واقعے پر بات نہیں کرنے سے بچنا چاہتے تھے۔ تبھی حماد صاحب لاؤنج میں داخل ہوئے۔ وہ ابھی کام سے لوٹے تھے۔ گرم جوش مسکراہٹ کے ساتھ مشترکہ سلام کرتے انہوں نے ولی کو گلے لگایا تھا۔ پھر باری باری سب سے ملتے وہ ہارون تک آئے تھے۔ ہارون نے کھڑے ہو کر ان سے گلے ملنا چاہا تو حماد صاحب نے اسے دونوں کندھوں سے تھام لیا۔

"تم ہمارے خاندان کا فخر ہو مجھے فخر ہے کہ میں ہارون احمد کا ماموں ہوں۔" انہوں نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے ہارون کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا پھر اس کا چہرہ تھام کر اس کا ماتھا

Clubb of Quality Content

چوما۔ سب کے دل اداس ہوئے۔ اب وہ جانتے تھے کہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کا وقت آگیا تھا۔

"میرا شیر جوان" اور پھر اسے گلے لگایا ہارون نے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ ان کے ساتھ لگ کر آنکھیں بند کرلی۔ کچھ دیر وہ دونوں یونہی کھڑے رہے سب نے وہ منظر اداس مسکراہٹوں کے ساتھ دیکھا تھا۔

پھر وہ دنوں الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ ہارون اپنی جگہ پر اور حماد صاحب خدیجہ بیگم کے ساتھ۔

"ہارون نے بہت بڑی قربانی دی ہے واقعی اس کا غم بہت بڑا ہے۔ لیکن ہارون تم کبھی بھی خود کو اکیلا مت سمجھنا۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں تمہارا خاندان ہیں۔" جواد اپنائیت سے بولا تھا سب نے اثبات میں سر ہلایا تھا ہارون نے تشکر سے سر کو خم دیا۔

"کیا تم ہم سے اپنا غم نہیں بانٹو گے ہارون۔" عنایہ نے ہارون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ولی ہارون کو ہی دیکھ رہا تھا اور مصطفی ان سب سے الگ بے نیاز سا بیٹھا ہوا تھا۔ عائزل نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ اس کا چہرہ پڑھنا چاہا۔ شدت سے دل چاہا تھا کہ اس کا غم کسی طرح نوچ کر اس سے الگ کر دے۔ عجیب بے خودی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون نے ایک نظر سب کو دیکھا پھر بے بسی سے مسکرا دیا۔

"میں جانتا تھا اس کا خاتمہ ایسے ہی ہوگا۔ میں پچھلے تین سال سے خود کو اس کے لیے تیار کر رہا تھا۔ اور میں اس لمحے بھی تیار تھا۔ مگر وہ میرے باپ تھے۔" اس کی آواز میں ہلکی سے لڑکھڑاہٹ آئی تھی۔ وہ سب اسے سن رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے۔ سوائے عائزل کے۔ وہ اسے پڑھ رہی تھی۔

"مجھے اس چیز نے بہت تکلیف دی ہے کہ ایک مجرم میرا باپ تھا اور میرا باپ میرے ہی ہاتھوں مارے گئے۔ مجھے اس دکھ سے نکلنے کے لیے بس کچھ وقت لگے گا۔ پھر میں نارمل ہو جاؤں گا" اس نے دوسروں سے زیادہ خود کو یقین ہانی کروائی تھی۔ کچھ وقت یعنی یہ غم ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا۔ عائزل کے دل نے اس کی تصدیق کی تھی۔

"شمیم کیسی ہے اور ردا؟" حماد نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دباتے ہوئے کہا۔

"امی عدت پوری کرنا چاہتی ہیں اور ردا اپنے سسرال میں۔ میری بات ہوئی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ وہ امی کو دیکھنے آئے گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاونج میں خاموشی پھیلی گئی سب گفتگو کا نیا سرا تلاش کرنے لگے۔تب خدیجہ بیگم نے حماد صاحب کو آنکھوں کا اشارہ کیا۔اور انہوں نے گلا کھنکھار کر آغاز کیا۔سب لوگ ایک بار پھر ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"ہم سب جانتے ہیں کی آج سے پانچ سال پہلے ابا نے عائزل اور ہارون کا رشتہ طے کیا تھا"

عائزل کا دل اتنی زور سے دھڑ کا تھا کہ کانوں تک آواز سنائی دی۔اس نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔وہ حماد صاحب کو دیکھا رہا تھا۔ولی اور عنایہ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی یعنی وہ اس سب کے بارے میں جانتے تھے۔شاہد صاحب ٹیک چھوڑ کر آگے ہو بیٹھے۔

"لیکن حالات بعد میں الجھ گئے اور مسئلہ بگڑ گیا کچھ غلط فہمیاں اور کچھ ہمارے وسوسوں کی وجہ سے۔"خدیجہ بیگم نے نظریں جھکائیں۔"اور کچھ غلط بیانی کی وجہ سے۔"اشارہ شمیم کی طرف تھا"یہ رشتہ نہیں ہو سکا تھا"حماد صاحب نے رک کر ایک نظر سب کی طرف دیکھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ یہ رشتہ ایک بار پھر۔۔۔"ان کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ شاہد صاحب کھڑے ہو گئے اور ساتھ ہی جواد بھی۔سب نے حیرانی سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے جواد" شاہد صاحب نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"بھائی آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں" جواد نے اسی حیرانگی اور خفگی کے ساتھ حماد صاحب کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا؟" حماد صاحب نے اچنبھے سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔ باقی سب کی حیرانگی کا بھی یہی عالم تھا۔

"کیا ہم ہارون کے کچھ نہیں لگتے جو آپ یہ بات خود کر رہے ہیں؟" اب کی بار شاہد صاحب نے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چہروں کی پریشانی دور ہو گئی مسکراہٹوں نے جگہ بنالی۔

"ہم اپنے بیٹے ہارون کے لیے عائزل کا ہاتھ مانگتے ہیں۔ کیا آپ کو منظور ہے۔" اسی سنجیدہ لہجے میں بولتے ہوئے جواد نے چہرے پر خفگی کم نہیں ہونے دی۔

"بیٹھ جائیں جج صاحب بہت کرلی وور ایکٹنگ۔" راہیلا نے جواد کا ہاتھ پکڑ کر انہیں صوفے پر بٹھایا تو لاؤنج میں ایک قہقہہ گونجا۔ شاہد صاحب بھی ہنستے ہوئے بیٹھ گئے ہاروں کے چہرے

پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔یہ پہلی بار تھا جب وہ دل سے مسکرایا تھا اس کی بھوری آنکھیں چھوٹی ہو گئی تھیں۔

"بھئی حماد ہم سب تو ہارون کی طرف سے آئیں ہیں اب تم جلدی سے ہاں کردو۔"

"مجھے کیا اعتراض ہو گا بھلا لیکن میں عائزل سے پوچھنا چاہوں گا۔"

ہارون نے اب کی بار عائزل کو دیکھا تھا۔وہ نظریں جھکائے بلکل اس کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس نے ہاتھ سختی سی بند کیے ہوئے تھے۔

"عائزل کیا تم راضی ہو اس رشتے پر۔"راحیلا نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

"عائزل نے نظریں اٹھا کر حماد صاحب اور پھر خدیجہ بیگم کی طرف دیکھا دونوں نے مسکرا کر اس کا حوصلہ باندھا۔ذہن کے پردوں پر امّ ہانی کی آواز گونجی دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح سے بہتر کوئی منزل نہیں۔

"مجھے۔۔۔کوئی اعتراض نہیں۔"اس نے حماد صاحب کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔اور ساتھ ہی لاؤنج میں مبارک باد گونج اٹھی۔سب ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے۔عائزل کی نظریں ایک بار پھر جھک گئی۔

Clubb of Quality Content

حماد صاحب اب ایک بار پھر ہارون کا ماتھا چوم رہے تھے۔

"یہ آپ لوگ اتنا خوش کیوں ہو رہے ہیں رشتہ ہی طے ہوا ہے کونسا نکاح ہو گیا ہے۔"

مصطفی جواب تک خاموش تھا سب کی طرف عجیب نظروں سے دیکھتا ہوا بولا جیسے اس کے لیے یہ سب ایک فلم کا سین تھا۔

لیکن اس کی بات پر لاؤنج میں خاموشی چھاگئی تھی۔

"بات تو سہی ہے کیا خیال ہے پھر حماد۔" پانچ سال پہلے جو کام ادھورا رہ گیا تھا مکمل کر دیں آج ہی۔" شاہد صاحب نے مسکرا کر پوچھا تھا اب سب کی نظریں حماد ساحب پر مرکوز تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن اتنی جلدی تھوڑی نہ ہوتا ہے۔" خدیجہ بیگم تو پریشان ہو گئی تھی۔ بھلا ایسے تھوڑی نکاح ہوتا ہے۔

"جلدی کہاں بھابھی۔ پانچ سال ہو گئے اور ویسے بھی کوئی کسی قسم کی تیاری کرنے کی ضرورت نہیں بس ایک مولوی بلاتے ہیں اور نکاح پڑھاتے ہیں" جواد نے پرجوش ہوتے ہوئے کہا۔

حماد صاحب نے ایک نظر ہارون کی جانب دیکھا جو جواد کی جانب دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر ابھی نکاح ہو گا" حماد صاحب کھڑے ہوتے بولے اور ساتھ ہی سارے مرد حضرات اٹھ کھڑے ہوئے۔

("یہ میری زندگی کے فیصلے اتنے ایمر جنسی میں کیوں ہوتے ہیں؟"

"شاید اللہ کو ایسے منظور ہو؟") فاروق صاحب کے کہے گئے جملے یادوں کے پردے پر ابھرے۔

ہارون نے عائزل کی جانب دیکھا تھا خود پر نظریں محسوس کرتی اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ سیاہ آنکھیں ایک بار پھر بھورا آنکھوں سے ملی تھیں۔ اس بار ہارون مسکرایا تھا اور اس کی آنکھیں چھوٹی ہوئی تھیں۔

"استغفر اللہ" اس نے صرف دل میں سوچا تھا اور مسکراہٹ دبا کر وہ باہر کی لان کی طرف دیکھنے لگی۔

"میں مرحہ کو تو بتا دوں ورنہ وہ تو جنگ شروع کر لے گی" عنایہ موبائل نکالتے ہوئے بولی۔
تبھی خدیجہ بیگم نے عابش کو آواز لگائی اور وہ اگلے ہی پل ظاہر بھی ہو گئی تھی۔

"تیاری کروا بھی، عائزل کا نکاح ہے"

"کیا؟" پیچھے سے نکلتے معیز کی حیرت زدہ سی آواز نکلی تھی۔ ولی اس کے انداز پر دل کھول کر ہنسا تھا۔

"یہ ایک پل میں کیسے نکاح" اب کی بار عابش نے بھی منھ کھولے استفسار کیا تھا۔

"بس بڑوں نے یہی تہہ کیا" خدیجہ بیگم کی بجائے عنایہ موبائل میں دیکھتے ہوئے بولی۔ اس کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔ یقیناً وہ مرحہ کو اس سانحہ کے بارے میں بتا چکی تھی اور اب وہ اس کے ردعمل سے محظوظ ہو رہی تھی۔

"یہ بڑوں کے اس طرح کے فیصلے تبھی کیوں ہوتے ہیں جن ہمارے ایگزامز سر پر ہوتے ہیں۔ اب ہم پیپیر کی تیاری کریں یہ اپنی بہن کو رخصت کرنے کی۔"

عابش بس رو دینے کو تھی۔

"اوہ میرے بچے!" راحیلا نے اٹھ کر عابش کو ساتھ لگاتے ہوئے پچکارا۔ "ہم سب یہاں ہیں آپ اپنی تیاری کرو فلحال۔ جب سب اکٹھے ہوں گے تو ہم بلا لیں گے آپ دونوں کو"

عابش روتا سا منھ بنا کر سر ہلا گئی۔ دوسری طرف معیز پڑھائی سے جان چھوٹتی دیکھ دل میں ہی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جھوم اٹھا تھا۔پاس تو وہ ہو ہی جائے گا لیکن یہ اچھے نمبر زوالا چکر اسے کچھ سمجھ نہیں آتا تھا۔اور اب تو بہانہ بھی مل گیا کہ بہن کی شادی تھی کیسے تیاری کرتا وہ معصوم۔

"چلیں مسجد چلتے ہیں وہیں نکاح ہو گا اور خواتین آپ تیار رہیں۔"حماد صاحب کہتے ہارون کے کندھے پر ایک بازو پھیلائے باہر کی طرف چلے گئے۔ان کی پیچھے ہی جواد اور شاہد آپس میں باتیں کرتے نکلے۔معیز ایک لمحے کی دیر کیے بغیر ان کے پیچھے ہوا اس پہلے کہ کوئی اس پر ترس کھا کر عابش کی طرح پڑھنے کو کہہ دیتا۔ہونہہ!

"آپ لوگوں نے نہیں جانا کیا"عنایہ نے مصطفی اور ولی کی طرف شارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جانے لگیں بیگم اب دھکیں تو نا ماریں"ولی معصومیت سے بولا تو سب ایک بار پھر ہنس دیے

"چلو مصطفی"ولی مصطفی کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی کھڑا کرتے ہوئے بولا۔

گھر سے جاتے ہوئے مصطفی نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا جب کسی کو اپنے پیچھے نہیں پایا تھا ولی کے کان کی طرف کھسکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ نکاح والی بات تو سب لوگوں نے سیریئیں لے لی جب میں نے مرحہ والی بات کی تو تب سب کو لگا کہ میں پاگل ہوں۔"

ولی نے رک کر اس کی جانب دیکھا۔ کچھ پل ایسے ہی حیرانی سے دیکھتا رہا "مجھے پہلے ہی پتہ تھا تم ڈرامے کر رہے ہو۔ کتنے بڑے کمینے ہو یار تم "انداز داد دینے والا تھا۔

"کیا فائدہ جب یہ سب کرنے کے بعد بھی چراغ تلے اندھیرا ہی رہنا۔" وہ منھ بنا کر آگے نکل گیا۔

"چلو کرتے ہیں ہم بھی تمہارے چراغ کی روشنی" پیچھے ولی ہانک لگاتے ہوئے بولا۔

مرحہ جو حماد منزل کی طرف جا رہی تھی اس نے غصے سے مصطفی کی پشت کو دیکھا۔

"یہ انسان میرے ہاتھوں زخمی ہوگا ایک دن۔ جو کرنہ ہو تو" کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی وہ گھر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اسے اپنا موڈ خراب نہیں کرنا تھا۔ بھی تو اسے عنایہ کی طرف سے میسج ملا تھا کے اس کی سب سے عزیز دوست کا نکاح ہے۔

تقریباً ایک گھنٹے کی کاروائی کے بعد عائزل اور ہارون کا نکاح ہو چکا تھا۔ بہت ہی سادگی سے ایک اہم فریضہ سرانجام دے دیا گیا تھا۔ عائزل سے ایجاب و قبول کے کلمات خود حماد صاحب

Clubb of Quality Content

نے پوچھے تھے۔ پانچ سال کا انتظار اختتام پذیر ہوا۔ عائزل نے لباس تبدیل نہیں کیا تھا وہی سرخ پھولوں والا ہلکا گلابی فراک اور سرخ سٹول چہرے کے گرد۔

عشاء ہو چکی تھی سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

کھانا لان میں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ لمبی میز کے گرد کرسیاں، چھوٹے چھوٹے زرد بلب لگا کر باہر روشنی کی گئی تھی۔ اور یہ سارے انتظامات ولی اور مصطفی نے مل کر کیے تھے۔ خدیجہ بیگم اور راحیلا نے مل کے ایک دو ڈشز اور پکالی تھیں۔ تاکہ دعوت کم از تھوڑی بہت شادی والی لگے۔

"لڑکیوں کھانا تیار ہے جاؤ باہر ٹیبل پر لگانا شروع کرو" خدیجہ بیگم نے کمرے میں آکر مرحہ اور عنایہ سے کہا تھا جو عائزل کے ساتھ مل کر اس کی پیکنگ کروا رہی تھی۔

خدیجہ بیگم کے کہنے پر آپس میں ہنستی کھلکھلاتی نیچے آنے لگی۔ اور برتن پکڑ کر باہر لے جانے لگی۔

تبھی مصطفی نے مرحہ کو باہر آتے دیکھا۔ ولی جو اس سے کوئی بات کر رہا تھا اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ مرحہ کو دیکھ کر خود بخود ولی کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ذرا سوچو اگر اس بلا کو پتہ لگ جائے کہ تم نے وہ حرکت جان بوجھ کر کی تھی اور کوئی بیمار نہیں ہو تم، تو سوچو تمہارا کیا بنے گا" ولی کے کان کے پیچھے سرگوشی کرتا وہ محظوظ ہو رہا تھا مصطفی نے نظروں میں تنبیہ لیے اسے دیکھا۔

ولی کندھے اچکا گیا۔ مرحہ کے پیچھے عنایہ آ رہی تھی۔

"ارے بیگم آپ کیوں تکلف کر رہی ہیں کام کی۔ ہم ہیں نہ یہاں پر" جلدی سے عنایہ کے پاس جا کر اس سے برتن پکڑتے وہ خوشگوار موڈ میں بولا۔

"میں نے کب روکا! آئیں اندر اور کھانا لگوائیں ساتھ۔"

مرحہ برتن ٹیبل پر سیٹ کرنے لگی۔

"مرحہ یہ والے برتن بھی لگا دینا ٹیبل پر میں اور ولی باقی چیزیں لے کر آتے ہیں۔" برتن ٹیبل پر رکھتی عنایہ نے ولی کی طرف دیکھتے شرارتاً کہا۔

"یار بیگم اب بندہ فارمل بھی نہ بنے۔ میں تھک گیا ہوں" ولی نے بیچارگی سے کہا لیکن عنایہ بغیر سنے اس کا ہاتھ تھامے اپنے ساتھ لیے جا رہی تھی۔

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

"ان کپل حضرات کو چاہیئے کہ کنوارے لوگوں کے سامنے اس طرح کی حرکتیں نہ کریں۔ ان کو کیا پتہ کیا گزرتی ہے کسی کے دل پر"مصطفی بڑبڑا کر رہ گیا تھا۔

مرحہ ٹیبل پر برتن لگا رہی تھی وہ بھی غیر معمولی سنجیدگی کے ساتھ۔

"ایک یہ محترمہ ہیں انسانوں کی بیماریاں دیکھ لیتی ہیں لیکن انسانوں کی فیلنگ نہیں سمجھتی"

اب وہ مرحہ کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا رہا تھا۔

"ہیلپ کروادوں تمہاری میں؟"ٹیبل کی طرف آتے اس نے اونچی آواز سے پوچھا۔

مرحہ پلیٹیں لگا چکی تھی اب وہ کانٹے اور چمچ ترتیب سے رکھ رہی تھی۔ مصطفی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر ہاتھ میں پکڑا کانٹا اس کی طرف کرتے ہوئے دانت پر دانت رکھ کے وہ بولی۔

"خبردار اگر کہیں میرے پاس بھی آ گئے۔ تمہارے ساری سٹچز ایک لمحے میں کھول دوں گی۔ڈرامے باز انسان۔"آنکھوں میں غصہ لیے وہ ہلکی مگر سنجیدہ لہجے میں بولی تھی۔

مصطفی کے قدم اس کے اس انداز پر زنجیر ہوئے تھے۔اس نے رک کر اسے دیکھا۔پستہ رنگ کی شلوار قمیض،دوپٹہ کندھے پر رکھے،بالوں کو ہاف باندھے،ایک لٹ گال پر پھسلتی

Clubb of Quality Content

، آنکھوں میں زرد قمقموں کی روشنی، اور ان میں غصہ، اسے دلکش بنا رہا تھا۔ ایک لمحے کے لیے مصطفی نے چاہا تھا کہ وقت تھم جائے۔

تبھی ولی اور عنایہ کھانے کی ڈشز اٹھائے باہر آئے۔ مرحہ کانٹا مصطفی کی طرف کیے غصے سے کچھ بول رہی تھی اور وہ گم سم سا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہو گیا مرحہ" عنایہ حیرانی سے بولتی ان کی پاس آئی۔

ولی مصطفی کی طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔

"لگتا آپ کی ڈرامے بازی کھل گئی" اس نے سرگوشی کی۔

"کچھ نہیں آپی کچھ لوگوں کو بہت شوق ہوتا ہے لوگوں کو تماشا بنا کر خود لطف اندوز ہونے کا۔ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ انسان ان کا کھلونا نہیں ہیں۔" اس کی آواز نم ہوئی تھی آنکھوں میں قمقموں کی عکس کے ساتھ ساتھ پانی بھی بھر آیا تھا۔ وہ کانٹا زور سے میز پر پٹختی اندر کی جانب چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عنایہ نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا اور پھر مصطفی کی طرف وہ بھی اس کی طرح ہی حیران تھا۔اور ولی کی مسکراہٹ اب سمٹ چکی تھی یقیناً مرحہ ہرٹ ہوئی تھی۔وہ اسے غلط سمجھ رہی تھی۔

"کیا کیا ہے تم نے مرحہ کے ساتھ؟"عنایہ نے غصے سے مصطفی کی طرف دیکھ۔

"کیا مطلب میں نے کیا کیا؟ میں تو ہیلپ کا پوچھا تھا"وہ واقعی اس کے رد عمل پر پریشان ہوا تھا۔

"وہ اس بات پر اتناری ایکٹ نہیں کر سکتی۔"

"مصطفی نے آج دوپہر جو حرکت کی ہے اس وجہ سے شاید وہ جانتی ہے کہ یہ ایکٹنگ کر رہا ہے۔"ولی نے ان کی مشکل حل کرتے ہوئے کہا۔

"اسی لیے وہ مجھے ڈرامے باز کہہ رہی تھی"مصطفی نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا؟ کیا مطلب؟۔۔۔تم ایکٹنگ کر رہے تھے؟"عنایہ کے لیے یہ انکشاف نیا تھا۔

"یار اب تم مت شروع ہو جانا"ولی نے بے چارگی سے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مگر تم نے یہ کیوں کیا؟"

"مرحہ کو پسند کرتا ہے یہ اور ایسا ویسا نہیں نکاح کرنا چاہتا ہے۔ مطلب کے فائینلی یہ کسی لڑکی کے لیے سیر ئیس ہو ہی گیا۔ ورنہ دس بارہ تو اس کے ٹائم پاس کی چکر میں انتظار کی سولی پر لٹک رہی ہیں۔" ولی اپنا ایک ہاتھ مصطفی کے کندھے پر رکھتے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ بتا رہا تھا۔

جتنی حیرانگی سے عنایہ نے ولی کی طرف دیکھا اتنی ہی بے یقینی سے مصطفی نے ولی کی طرف دیکھا۔

"مصطفی" عنایہ شاک کے عالم میں بولی۔ مصطفی نے نفی میں سر ہلایا اس کو اپنی صفائی کے لیے لفظ بھی نہیں ملے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم سے یہ امید نہیں تھے۔ اور مرحہ کا خیال دماغ سے نکال دو وہ تمہارے لیے کوئی آپشن نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کھلونا" وہ کہتی خفگی بھرا غصہ لیے واپس پلٹ گئی۔

پیچھے ولی مصطفی کی حالت سے محظوظ ہوا تھا۔ مصطفی بے بسی سے کندھے ڈھیلے ہوئے۔

"آہ ولی یہ کیا کیا تم نے؟" عنایہ کی پشت کو دیکھتے ہوئے وہ ہلکی آواز میں بولا تھا۔

"جب تم پہاڑ کے نیچے پھستے ہو تو بڑے پیارے لگتے ہو" ولی اس کی حالت سے بھرپور حظ اٹھا رہا تھا۔

"خدا تمہارے جیسا دوست کسی کو نہ دے منحوس آدمی۔" رونی صورت بنا کر اس نے ولی کے ایک دھموکا جڑا تھا۔

"مرحہ سے معافی مانگو وہ واقعی تمہاری بات سے ہرٹ ہوئی ہے اور عنایہ کو تو میں دیکھ لوں گا "اس کی بات کا اثر لئے بغیر وہ بولا تھا۔

"نہیں بھائی تم اب میری کوئی اور مدد مت کرنا میں دیکھ لوں گا خود ہی۔" اور پیر پٹختا وہ بھی اندر کی جانب بڑھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کے دماغ پر چوٹ ذرا ہلکی لگ گئی ہے۔" ولی اس کی حالت سے خوب محظوظ ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد سب لوگ باہر آ چکے تھے۔ میز کے اطراف کرسیاں لگی ہوئی تھیں اور خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا جا رہا تھا۔ عائزل حماد صاحب کے ساتھ بیٹھی تھی اور ہارون مصطفی اور ولی کے درمیان۔ مصطفی پہلے والی سنجیدگی میں ہی تھا اور مرحہ منھ پھلائے غصہ ضبط کر رہی تھی ۔عائزل نے اس کی طرف ہلکا سا جھکتے ہوئے پوچھا۔

"تم اتنی غصے میں کیوں ہو؟"

"میرے دوست کی شادی ہو گئی ہے تو کیا اداس بھی نہ ہوں" مرحہ پلیٹ میں چمچ ہلاتی بولی۔

"اداس تو تم ہو نہیں غصے میں ہو۔پہلے تک تو سہی تھی" عائزل نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں نہ اب کھانا کھانے دو بھوک لگ رہی ہے مجھے۔"

"کھا تو رہی نہیں ہو تم چمچ ہلائے جا رہی ہو اور کہہ رہی کہ بھوک لگی ہے۔" عائزل کہتی ہوئی واپس سیدھی ہو بیٹھی۔ایک نظر ہارون کی طرف دیکھا ولی اور مصطفی دونوں اس سے کچھ کہہ رہے تھے۔وہ کبھی مصطفی کی سنتا اور کبھی ولی کی اور پھر ہلکا سا مسکرا دیتا۔عائزل سر جھٹک کر اپنا کھانا کھانے مین مصروف ہو گئی۔

عنایہ جواد اور راحیلا سے اپنی کسی کلائینٹ کا کیس چھیڑے بیٹھی تھی۔اور حماد صاحب شاہد اور خدیجہ بیگم سے کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔

"بس کرو یار کیا ہو گیا تم دونوں کو بچوں کی طرح لگے ہوئے ہو۔" ہارون نے اکتا کر کہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"بچہ میں بچہ بنا ہوا ہوں؟اس نے جو میرے ساتھ کیا وہ کسی کو نظر نہیں آرہا؟" شا کی لہجے میں بولتے مصطفی نے عنایہ کی طرف دیکھا۔عنایہ خود پر نظریں محسوس کرتی اس کی طرف دیکھا اور پھر افسوس سے سر ہلاتی واپس جواد اور راحیلا کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"لو دیکھ لو۔عنایہ کوئی یہ چوتھی بار مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں ڈوب مرنے کا کہہ چکی ہے "

"ہم نے تو نہیں کہا تھا ایکٹنگ کرو" ولی لقمے لیتے بولا ہارون دباد با سا ہنس دیا۔

"اللہ پوچھے گا تم دونوں کو" مصطفی کہتے ہوئے کھانا کھانے لگا ولی ساتھ بیٹھے شاہد صاحب کو ہلکا سا تھپتھپایا اور اپنی طرف متوجہ کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مصطفی کے بارے میں کیا سوچا آپ نے" شاہد صاحب اس کے اس سوال پر تعجب سے مصطفی کی طرف دیکھنے لگے۔

"نہیں میں اس کی شادی نہیں کروں گا جب تک یہ مجھے کوئی سکھ کا سانس نہیں لینے دیتا" شاہد صاحب بغیر کسی لچک کے بولتے دوبارہ سے حماد صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ان کی آواز آہستہ تھی مگر مصطفی نے سن لی تھی۔اس کے ماتھے پر بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔ پیچھے

ہارون اور ولی ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنسنے لگے۔ان دونوں کی ہنسی پر عائزل اور مرحہ دونوں نے ان کو دیکھا۔

"دیکھ لو کتنی خوشی ہے ہارون کو کہ ہنسی بھی نہیں رک رہی" مرحہ پہلی بات شرارت سے بولی۔

"اللہ جانے کسی کے دل میں کیا ہے ہم تو لا علم ہیں" عائزل کندھے اچکا کر کھانا کھانے لگی

"آہ اتنی تم عاجز"

کھانا کھانے کے بعد سب نے اجازت چاہی تھی۔عائزل کو آج ہی ہارون کے ساتھ رخصت کرنا تھا اور وہ دونوں ہشمت پور جا رہے تھے۔ہارون اور عائزل سب سے باری باری مل رہے تھے۔سب کے چہرے پھر خوشی اور غم کے ملے جلے تاثرات تھے۔عائزل نم نکھیں لیے گاڑی میں بیٹھی۔جواد اور راہیلا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے اور ہارون نے آکر آپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

وہ دونوں جا چکے تھے۔پیچھے شاہد صاحب خدیجہ بیگم اور حماد صاحب کے تسلی دینے لگے۔بیٹی رخصت کرنا آسان تو نہیں ہوتا۔وہ بھی اس طرح اچانک۔لیکن ان کو تسلی تھی کہ انہوں

نے بہترین کا فیصلہ کیا تھا۔ہارون کو اس وقت کسی تبدیلی کی ضرورت تھی اور اس کے لیے بہترین تبدیلی عائزل ہی ہو سکتی تھی۔

عنایہ اور ولی خدیجہ بیگم سے رخصت کی اجازت لے رہے تھے اور مرحہ اور مصطفی لان سے کھانے کے برتن اٹھا رہے تھے۔

"مرحہ میرا مقصد تمہیں تکلیف دینا بلکل نہیں تھا" مصطفی نے بغیر کسی تمہید کے کہا تھا۔

"جانتی ہوں کہ تمہارا مقصد بس خود کو تفریح پہنچانا تھا" مرحہ بغیر اس کی طرف دیکھتی برتن اٹھا رہی تھی۔

"نہیں مرحہ ایسا نہیں ہے۔میں بس بتانا چاہتا ہوں کہ تم اچھی لگتی ہو مجھے" وہ اس کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑ کر ٹیبل پر رکھتا جھنجھلا کر بولا۔مرحہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"مصطفی تم بہت سے لڑکیوں کو پسند کر سکتے ہو لیکن اس طرح سب کے سامنے تماشا نہیں بنا سکتے۔"

"نہیں بنا یا یار تماشا، تم سمجھ نہیں رہی۔میں بس شرارت۔۔" اس کی بات کاٹ کر مرحہ درشتی سے بولی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شرارت! مصطفی وہ تمہارے لیے شرارت ہو گی۔ یہ میرا خاندان نہیں ہے۔ میری دوست کا خاندان ہے۔ ہاں یہ سب لوگ مجھے بہت عزیز اور میرا بہت خیال رکھتے ہیں لیکن کچھ باؤنڈریز تو ہوتی ہیں نا۔ تم ایسے ان سب کے سامنے اور ان لوگون کے سامنے جن سے میں ایک دو بار کے علاوہ ملی تک نہیں تم مجھے نہیں کہہ سکتے کہ میں پیاری ہوں یا تمہیں کیسی لگتی ہوں۔ اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن لوگ میرے کردار پر انگلی اٹھائیں گے۔ لوگ مجھے ضرور تیکھی نظروں سے دیکھے گے اور ایسی نظریں انسان کے اندر کانٹے بھرنے کے لیے کافی ہوتی ہیں۔ کیا تم یہ بات نہیں جانتے مصطفی" ضبط کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

مصطفی نے بے بسی سے لب کاٹے تھے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ مرحہ اتنا غلط سمجھ لے گی۔

"دیکھا مصطفی! تمہارے پاس اس کا جواب نہیں ہے" طنزیہ ہنستی وہ واپس برتن سمیٹنے لگی۔

مصطفی کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ جب وہ جانے لگی تھی اس کے سامنے دیوار کی طرح کھڑا ہوا۔

"جن لوگوں کے سامنے میں نے کہا وہ میرے اپنے تھے۔میں جانتا تھا کہ وہ اس بات پر مجھے جو مرضی کہہ لیں تمہیں ایک لفظ تک نہیں کہیں گے" مرحہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن اس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

"دیکھو مرحہ میں بہت جولی نیچر کا بندہ ہوں مجھے ہنسنا ہنسانا پسند ہے۔لیکن مجھے اس بار واقعی نہیں پتہ تھا کہ میری یہ بات تمہیں بری لگے گی۔اس کے لیے پلیز مجھے معاف کر دو۔اس بار صرف۔اور یہ آخری بار ہو گا" وہ کانوں کو پکڑے امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

مرحہ کو اس کی توقع نہیں تھی۔وہ لب کاٹے اسے دیکھے گئی۔

"پلیز" اس کی خاموشی پر وہ پھر سے بولا۔

"صرف اس بار آئندہ اگر۔۔"

"آئندہ میں تمہیں کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا ناراض ہونا تو دور کی بات ہے۔" مصطفی پورے دل سے مسکرایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوہ مسٹر خوش فہم! میں کہنے لگی تھی کہ آئندہ میرے سامنے آئے تو تمہاری یہ سفید پٹی ایک بار پھر سے اسی طرح سر پر ہو گی" اس کے سر پر لگی پٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"کیا؟ مطلب تم نے مجھے ہاں نہیں کی؟" مصطفی کی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی تھی۔

"کونسی ہاں۔۔۔ معافی دی ہے تمہیں میں نے" مرحہ آنکھیں گھماتی وہاں سے جانے لگی۔

"تو تم مجھے ہاں کب کرو گی۔"

"مرحہ کی ہاں اتنی آسانی سے نہیں ملتی مصطفی شاہد جی۔" بغیر مڑے اس نے کہا تھا مگر لہجے میں ہنسی بھی شامل تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کی مطلب مشکل سے ہی سہی لیکن مل جائے گی۔" مصطفی اس کے پیچھے بلند آواز میں بولا۔

مرحہ نے رک کر اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کندھے اچکا دیے۔

مصطفی ہاتھ بالوں میں پھیرتا ہنس دیا۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیو بہت خاموشی سے کٹی۔عائزل کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی اور وہ ڈرائیو کرتا رہا۔

ایک پر سکون سی خاموشی تھی۔گھر پہنچ کر وہ سیدھا شمیم کے پاس گئے تھے۔انہیں حماد صاحب پہلے ہی کال کر کے تمام تفصیلات بتا چکے تھے۔سکینہ بیگم بھی وہیں موجود تھیں،وہ دونوں ان کے پاس بیٹھے باتیں کرتے رہے،ہارون سکینہ بیگم کے پاس بیٹھا تھا اور عائزل شمیم کے ساتھ،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شمیم بار بار عائزل سے افسردہ لہجے میں بولتی کہ وہ اس کے استقبال کی تیاریاں نہیں کر سکیں جسے عائزل بس مسکرا کر ٹال دیتی۔

"بچو ابھی تم دونوں جاؤ آرام کرو باقی باتیں صبح کر لیں گے۔"

شمیم انہیں مسکرا کر کہہ رہی تھی۔وہاں پہلے والی شمیم کا سایہ تک نہیں تھا۔ہارون اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے پیچھے ہی عائزل بھی اٹھ گئی۔شمیم اور ہارون کے درمیان ابھی بھی ایک تناؤ تھا جسے وہ محسوس کر سکتی تھی۔

ہارون کے پیچھے چلتی وہ اس کے کمرے تک آئی تھی۔یہ وہی کمرہ تھا جہاں وہ ایک بار دلہن کے لباس میں آنسو بہاتی ننگے پاؤں آئی تھی۔اس کمرے کی ایک ایک چیز آج بھی ویسی ہی تھی۔ نہیں نہیں اسے آج ان سب باتوں کو نہیں سوچنا وہ ماضی کا حصہ تھا اور اسے حال میں رہنا تھا۔ اس ماضی کی سینک کو خود پر چڑنے نہیں دینا تھا۔

"مجھے کچھ کالز کرنی ہیں تم کفرٹیبل ہو جاؤ۔"ہارون اسے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا۔اس کے جاتے ہی اس نے سب سے پہلے سٹول اتارا تھا اور بالوں کو کیچر سے آزاد کیا۔پھر وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ نظر گھما کر کمرے میں دیکھا۔ایک طرف اس کا بیگ پڑا ہوا تھا جو وہ ساتھ لے کر آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فلحال کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔وہ جانتی تھی وہ اسے آرام دہ فیل کروانے کے لئے باہر گیا ہے ورنہ رات بارہ بجے کونسی کالز کرنی ہوتی ہیں انسان کو۔وہ الجھی ہوئی سے سوچ رہی تھی اپنی آنے والی زندگی کو،اپنی جاب کے متعلق،اپنے اور ہارون کے متعلق۔ایک دن میں ہی سب کچھ بدل گیا تھا۔اس نے کبھی خیال بھی نہیں کیا تھا کہ اس کی شادی اس طرح ہو گی۔

کچھ دیر بعد ہارون کمرے میں داخل ہوا۔ وہ بیڈ پر اپنے بال کھولے بیٹھی تھی ایک ہاتھ سے گردن دبا رہی تھی ہارون کی طرف اس کی پشت تھی۔

"تھک گئی ہو؟" ہارون نے اس کے بالوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لمبے بھورے بال۔ اسے ہمیشہ سے اس کے بال پسند تھے۔ لیکن اس نے کبھی اسے بتایا نہیں تھا۔

"نہیں بس تھوڑا سا" کھڑی ہو کر اپنا رخ اس کی طرف کیا۔

ایک ہاتھ سے بال کان کے پیچھے اڑسے۔ ہارون نے اپنی نظروں کا ارتکاز توڑا تھا۔ اپنی گھڑی اتارتا وہ ڈریسنگ کے دراز میں رکھنے لگا۔

"نماز پڑھ لی" ایک اور سوال۔

"ہاں، گھر میں ہی پڑھ لی تھی"

پھر خاموشی۔ عائزل اپنے بیگ کی طرف بڑھی۔

"بھوک لگی ہے کیا؟" اب وہ الماری سے اپنے کپڑے نکال رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"نہیں۔میں اپنے کپڑے کہاں رکھو؟"سوال کے جواب کے ساتھ ایک اور سوال۔

"یہیں رکھ لو"اپنی الماری سے کپڑے نکالتا وہ ایک طرف ہو گیا۔عائزل اپنا بیگ کھولے ایک ایک چیز سیٹ کرنے لگی۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں"ساتھ ہی وہ واشروم میں گھس گیا۔

اس کے جاتے ہی عائزل نے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر دبی دبی سے چیخ ماری تھی۔

"کیا ہو گیا ہے عائزل۔اتنا سٹرینج بی ہیو کیوں کر رہی ہو۔وہ تمہارا کزن ہے جو ہوا وہ ماضی کا حصہ تھا خود پر قابو رکھو پاگل لڑکی۔اب تم کوئی اٹھارہ سال کی لڑکی نہیں ہوں ایک ڈاکٹر ہو ،اتنا کانفیڈنس تو بنا کر رکھو نا۔"وہ خود سے باتیں کرتی جلدی جلدی اپنی چیزیں سیٹ کر رہی تھی۔

تبھی اس نے الماری کے دروازے کو غور سے دیکھا۔

اس کے اندر کی جانب،ایک تصویر چپکی ہوئی تھی

اس تصویر میں ایک لڑکی غصے میں تھی اور لڑکا مسکرا رہا تھا۔وہ ایسے تھی جیسے اچانک لی گئی ہو۔عائزل کے کام کرتے ہاتھ رک گئے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔یہ اس کی اور ہارون کہ

Clubb of Quality Content

تصویر تھی جب وہ فاروق منزل کی چھت پر اپنی منگی والے دن اس سے الجھ رہی تھی۔تب چاند آدھا تھا۔

اس نے بے اختیار ہی اس تصویر کو ہاتھ سے چھوا۔ایک ساتھ ہی بہت سی یادیں ذہن میں ابھر آئیں۔

وہ دونوں ساتھ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھے۔اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

اسی وقت ہارون فریش ساواشروم سے باہر سے نکلا۔ڈھیلے سے نائٹ سوٹ میں ملبوس گیلے بال ہاتھوں سے پیچھے کی طرف کرتا اس نے عائزل کی جانب دیکھا۔

اسے مبہوت سے کھڑا دیکھ کر اس کے پاس چلا آیا۔

"کیا ہوا؟"

"یہ تصویر۔"عائزل نے خوشگوار سی حیرانی کے ساتھ اس تصویر کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ہارون کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔

"یہ شہر بانو خالہ نے بنائی تھی جب تم اس دن مجھ سے جھگڑ رہی تھی"

Clubb of Quality Content

عائزل نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کتنا لڑتی تھی نہ میں "الماری بند کرتے ہوئے اس نے تبصرہ دیا تھا۔

ہارون نے کچھ نہیں کہا تھا بس اسے دیکھے گیا۔ماحول کا بوجھل پن تھوڑا ہلکا ہو گیا تھا۔اب بات کرنا آسان لگنے لگا تھا۔

"پہلے ہماری منگنی اتنی اچانک ہوئی پھر نکاح اس سے بھی اچانک۔ پھر جو ہوا وہ تو سوچا ہی نہیں تھا،اور آج شادی ہو گئی تو وہ بھی اچانک "وہ اپنی بات پر خود ہی مسکرا دی تھی۔

"لگتا ہے ہماری زندگی میں سب کچھ اچانک ہونا ہے۔"

ہارون اسے ہنستا دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑے بولا۔

"آؤ چلیں"

عائزل اس کے ساتھ قدم اٹھاتی الجھن میں بولی "کہاں؟"

"چھت پر۔"

"ہارون بارہ سے اوپر کا وقت ہے اور کیا کریں گے چھت پر جا کر۔" وہ اس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی لیکن اس کی اس انوکھی حرکت کی وجہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"کیوں بارہ بجے کے بعد چھت پر جانا منع ہوتا ہے کیا۔"

ہارون ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔ عائزل اس کی اس عجیب منطق پر ہنس کر رہ گئی۔

چھت پر پورے چاند کی روشنی تھی۔ ہر چیز چاند کی چاندنی میں نہا گئی تھی۔ آج چاند مکمل تھا اور اس کی چاندنی بھی۔

عائزل چھت پر قدم رکھتے ہی مبہوت ہو گئی تھی۔ رات کی خاموشی، مکمل چاند کی روشنی، گاؤں کے اونچے اونچے درخت اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی سی ہوا۔

Clubb of Quality Content

"آہ کتنا سکون ہے یہاں۔"

عائزل نے آنکھیں بند کر کے ایک لمبی سانس اندر کھینچی۔

"واقعی آج یہاں سکون ہے" ہارون ابھی بھی اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ اور بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

عائزل نے آنکھیں کھول دی۔ وہ اس کا مقصد سمجھ گئی تھی کہ وہ اسے ادھر بات کرنے کے لیے لایا ہے جیسے وہ پہلے فاروق منزل کی چھت پر ملا کرتے تھے۔

وہ دونوں قدم قدم چلنے لگے تھے۔ ہارون نے ابھی بھی عائزل کا ہاتھ نرمی سے تھام رکھا تھا۔

"میں نہیں جانتا تم کیا جانتی ہو کتنا جانتی ہو لیکن میں تمہیں اپنی طرف سے ایک بار ہر بات واضح کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے کہنا شروع کیا تھا عائزل سر جھکائے اس کے اور اپنے قدموں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں ہم قدم تھے۔

"جب مجھے ممانی نے کہا کہ میں نکاح سے منع کر دوں تو میں نے انہیں منانے کی کوشش کی لیکن وہ بضد تھیں تو میں نے آن سے پانچ سال کی مہلت مانگی۔ اس کے بعد میری امی نے یہی بات بہت غلط طریقے سے نانا تک پہنچائی تھی۔" کچھ لمحے کا توقف کیا۔ الفاظ جمع کیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزل نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس کے دائیں جانب چل رہی تھی اس کے گیلے بالوں میں ابھی بھی پانی کے قطرے تھے۔

"میں نے بعد میں بہت کوشش کی کہ میں چیزیں درست کر دوں مگر میں نہیں کر پایا"

اس کا لہجے میں پچھتاوا تھا۔

"ہارون میں جانتی ہو سب۔۔"

"لیکن آج میری سنو..مجھے اس بات نے کہ میری وجہ سے تم ہرٹ ہوئی ہو بہت اذیت دی۔میں تمہیں دنیا کی ہر خوشی دینا چاہتا تھا لیکن اس بات نے میرے خود کے اندر کانٹے بھر دیے تھے۔

میں یہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے تم تکلیف میں ہو۔میں تمہارے پاس آنا چاہتا تھا لیکن ممانی سے وعدے کی زنجیر ہمیشہ میرے قدم روک لیتی تھی۔مجھے لگنے لگا تھا کہ میں تمہارے قابل ہی نہیں اسی لیے اللہ نے مجھے تم سے دور کر دیا۔لیکن پھر شیری خالہ نے مجھے سپورٹ کیا"اب وہ رک گیا تھا عائزل بھی اس کے ساتھ رک گئ۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

دونوں کے رخ ایک دوسرے کی طرف تھے سیاہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے خاموشی سے۔بھوری آنکھوں نے دکھ سے ان آنسوؤں کو دیکھا۔

ہاتھ بڑھا کر ہارون نے اس کے آنسو صاف کیے۔

"لیکن اس سب میں میری تم سے محبت بہت بڑھ گئ۔مجھے ہر دن تم یاد آئی تھی۔مین نے ہر رات اپنے تصور میں تم سے بات کی ہے۔تم الگ ہو کر بھی مجھ سے الگ نہیں ہوئی کبھی۔"

اس نے نرمی سے اس کے چہرے پر آنے والے بال پیچھے کیے اور لب اس کی پیشانی پر رکھ دیے۔ عائزل نے آنکھیں بند کئے اس سکون کو محسوس کیا تھا۔

"میں نے تمہارا بہت انتظار کیا عائزل" ہارون کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تیر رہی تھی ۔عائزل نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ وہ اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ سکتی تھی۔

"میں.." عائزل۔نے کچھ کہنا چاہا مگر حلق میں آنسوؤں کا پھندا سا بننے لگا تھا۔

ہارون نے آگے بڑھ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا۔

"تم رو سکتی ہو عائزل میں۔ جب آنسوؤں کی وجہ میں ہوں وہ میرے سامنے ہی بہنے چاہئے"۔

باول کلب
Clubb of Quality Content

عائزل نفی میں سر ہلاتی رو دی۔ کچھ دیر وہ یوں ہی روتی رہی۔ اور وہ نرمی سے اس کے بال سہلاتا رہا۔ وہ پھر سے اٹھارہ سالہ عائزل بن گئی تھی۔ جذباتی سی۔

جب سارا غبار نکل گیا تو اس سے الگ ہوتی آنسو صاف کرنے لگی۔

ہارون نرم سے مسکراہٹ لیے اسے دیکھتا رہا پھر اس کا ہاتھ پکڑے وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ عائزل بھی اس کے پیچھے ویسے ہی بیٹھ گئی۔ ہارون کے کندھے سے ٹیک لگائے وہ آسمان پر چمکتے چاند کو

دیکھ رہی تھی۔ پورے پانچ سال بعد۔اور ہارون اس کے بالوں کو جو چاند کی روشنی میں چمک رہے تھے۔

کچھ پل یوں ہی خاموشی کی نظر ہو گئے۔

"تم جانتے ہو ہارون" عائزل نے کہنا شروع کیا۔

"تمہاری وجہ سے میں بہت روئی ہوں۔اتنا کہ میں بیمار رہنے لگی تھی۔مجھے نیند نہیں آتی تھی۔میں ہر وقت سوچتی رہتی تھی۔میرا کسی چیز میں دل نہیں لگتا تھا۔پھر مجھے تم سے نفرت سی ہونے لگی۔"ہارون کے دل میں ایک کسک سی اٹھی تھی "پھر وہ نفرت غصہ بن گئی اور پھر میں نے اوپر خول چڑھالیا اور ایک ایسی عائزل بن گئی جس کے پاس کوئی ہارون نہیں تھا ۔"وہ چاند کو دیکھتی ہارون کے کندھے سے سر ٹکائے کہتی جارہی تھی۔

"پھر جب مجھے تمہارے بغیر رہنے کی عادت ہونے لگی تو تم پھر سے آ گئے۔"وہ اپنی بات پر خود ہی ہنس دی ہارون اس کی ہنسی پر سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

اسے ہمیشہ اس کی ہنسی سے بھری کھلکھلاہٹ اچھی لگتی تھی۔

"اس دن مجھے احساس ہوا تم تو کہیں گئے ہی نہیں تھے۔بلکل اس چاند کی طرح۔"

نادل کلب
Clubb of Quality Content

ہارون نے اب چاند کی طرف دیکھا تھا اب دونوں کہ نظریں چاند پر تھیں۔

"جیسے چاند کے آگے بادل آجاتے ہیں تو چاند نظر نہیں آتا مگر ہمیشہ وہیں موجود ہوتا ہے۔ تم بھی ایسے ہی تھے چاند کی طرح۔ نفرت اور غصے کے بادلوں کے پیچھے میں تمہیں دیکھ ہی نہیں سکی لیکن جس دن وہ دور ہوئے اسی دن مجھے میرا چاند واپس مل گیا۔ میری محبت مجھے واپس مل گئی۔" وہ مسکراتی ہوئی اس کی طرف گھومی۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"میں تمہاری محبت ہوں؟" ہارون نے آنکھوں میں شوخی لیے کہا تھا۔

عائزل نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کی ہنسی اس کی خوشی کی عکاسی تھی۔ اس کی سیاہ آنکھوں کی چمک چاندنی سے بھی زیادہ تھی۔ ہارون کو وہ سیاہ آنکھوں میں خوشی کی چمک اپنی پوری دنیا سے زیادہ قیمتی لگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہارون نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر لبوں سے لگائے تھے۔

"تم میری قیمتی متاع ہو۔ متاع حیات، متاع غرور، متاع ہستی متاع بردہ" وہ جذب سے اسے کہہ رہا تھا۔

"واہ! غالب سے کلاسز لے کر آئے ہو کیا" عائزل اس کے ہاتھوں سے ہاتھ نکالتے ہوئے کھڑی ہوئی۔

"اتنی مشکل سے یاد کیے تھے میں نے" ہارون اس کے پیچھے کھڑا ہوتا بولا۔اور پھر دونوں ایک ساتھ ہنس دیے۔

اب وہ دونوں چہروں پر مسکراہٹیں لیے جا رہے تھے۔ہارون کوئی بات کہہ رہا تھا اور وہ لبوں پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی۔ مکمل چاند کی رات میں ان کی محبت مکمل ہوئی تھی۔پانچ سال کے انتظار کے بعد قسمت نے جیسے انہیں ملایا تھا وہ ان کے کبھی خیال میں بھی نہیں آیا تھا۔

آخر حقیقت خیالوں سے زیادہ دلچسپ ہوتی ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: